بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال
بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ
قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی
weeklynepalurtutimes@gamil.com

10 صفحات ۲۵۔ ستمبر ۲۰۲۵/۲ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ /۔۹آسوج ۲۰۸۲ بکرم۔ بروز جمعرات

شمارہ نمبر 56
ISSUE (56)

عبوری وزیراعظم سشیلا کارکی کا قوم سے خطاب
نیپال میں مقررہ وقت پر انتخابات کرانے کا عزم

سعودی عرب کی دنیا کے تمام ممالک سے فلسطین کو تسلیم کرنے کی اپیل

نیویارک (ایجنسیاں)۔
فلسطین کو تسلیم کرنے کے حوالے سے بڑھتے ہوئے عالمی فیصلوں کے پس منظر میں سعودی عرب نے فرانس، بلجیم، لکسمبرگ، مالٹا، موناکو، اینڈورا اور سان مارینو کی جانب سے فلسطینی ریاست کے باضابطہ اعتراف کا خیر مقدم کیا ہے۔ یہ اعلان ریاض اور پیرس کی مشترکہ صدارت میں منعقد ہونے والے اعلیٰ سطحی بین الاقوامی کانفرنس کے دوران کیا گیا، جس کا مقصد مسئلہ فلسطین کے پرامن حل اور دو ریاستی فارمولے پر عمل درآمد کو آگے بڑھانا تھا۔ سعودی عرب نے ایک بار پھر تمام ممالک پر زور دیا کہ وہ فلسطین کو تسلیم کریں، فلسطینی

اتھارٹی کے لیے عملی اقدامات کریں اور دو ریاستی حل کو مستحکم بنائیں تاکہ فلسطینی عوام کی طویل جدوجہد اور مشکلات کا خاتمہ ہو، ان کے ناقابل تنسیخ حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جائے اور خطے کے تمام ممالک پائیدار امن وسلامتی کے ماحول میں زندگی گزار سکیں۔

ریاض نے اس بات پر زور دیا کہ عالمی سطح پر فلسطین کو تسلیم کیے جانے والے فیصلے اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ فلسطینی عوام کو اپنی سرزمین پر آزاد ریاست قائم کرنے اور پرامن زندگی گزارنے کا فطری اور ناقابل انکار حق حاصل ہے، تاکہ وہ استحکام اور خوشحالی کی

اپنی امیدوں کو پورا کر سکیں۔ گزشتہ روز سعودی عرب اور فرانس نے کانفرنس کے اختتامی اعلامیے میں رکن ممالک پر زور دیا کہ وہ نیویارک اعلامیے پر جلد اور ناقابل واپسی عملی اقدامات کے ذریعے عمل درآمد کریں۔ اعلامیے میں ان ممالک کی جانب سے کیے

گئے وعدوں اور عملی اقدامات کا بھی خیر مقدم کیا گیا جو اقوام متحدہ کے رکن ممالک نے خود سے اختیار کیے۔ سعودی عرب اور فرانس نے بطور میزبان ممالک نیویارک میں اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹرز میں اس عالمی اجتماع کو مشرق وسطیٰ میں امن، سلامتی اور استحکام کے لیے فیصلہ کن تاریخی لمحہ قرار دیا۔ اسی تناظر میں ریاض اور پیرس نے اپنے مشترکہ بیان میں عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ زبانی بیانات کے بجائے عملی اقدامات کی جانب بڑھیں۔ ساتھ ہی انہوں نے ان 17 ورکنگ گروپ کے سربراہان کی کاوشوں کو بھی سراہا جنہوں نے دو ریاستی حل کے فوری نفاذ کے لیے عملی لائحہ عمل مرتب کیا

وزیر خزانہ رامیشور کھنال سے ملاقات کر کے ہندوستانی سفیر نے مجموعی ترقی کے لیے تعاون کا یقین دلایا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو وزیر خزانہ سے ملاقات کر کے ہندوستانی سفیر نے مجموعی ترقی کے لیے تعاون کا یقین دلایا وزیر خزانہ رامیشور کھنال اور نیپال میں ہندوستانی سفیر نوین شریواستو نے منگل کو ملاقات کی نیپال کی تعمیر نو اور دیگر شعبوں میں اقتصادی تعاون پر تبادلہ خیال کیا۔ ہندوستانی سفیر نے ہندوستانی وزیر اعظم کی طرف سے نے وزیر خزانہ کھنال کو مبارکبادی اور آنے والے دنوں میں ہندوستان کی حمایت جاری رکھنے کا یقین دلایا۔ وزیر خزانہ نے نیپال کی تعمیر نو کی کوششوں میں ہندوستان کے تعاون کی توقع ظاہر کی اور نیپال کے دیگر شعبوں میں جاری تعاون کو جاری رکھنے کی درخواست کی۔ اس کے جواب میں ہندوستانی سفیر نے ہندوستانی وزیر اعظم کی طرف سے دونوں ممالک کے وزرائے اعظم کے درمیان ٹیلی فون پر بات چیت کے دوران نیپال کی تعمیر نو کے لیے ہندوستان کی جانب سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کا ذکر کیا۔ سفیر شریواستو نے کہا کہ ہندوستان ہر طرح کے حالات میں نیپال کو ہر ممکن مدد فراہم کرتا رہے گا۔ اس ملاقات کے دوران نیپال میں ہندوستانی تعاون سے شروع کئے جانے والے تمام بڑے پروجیکٹوں کی پیش رفت کا بھی جائزہ لیا گیا۔ وزیر خزانہ کھنال نے یہ بھی بتایا کہ نئے منصوبوں کے بارے میں بھی بات چیت کی گئی جن کے لیے ہندوستان نے تعاون کے لیے معاہدے یا مفاہمت کی ہے۔

زین زیڈ احتجاج کے دوران آگ زنی سے 80 ارب کا نقصان

شفیق رضا
کاٹھمانڈو - دو ہفتے قبل ہونے والے مظاہروں کے دوران آتشزدگی اور توڑ پھوڑ کی وجہ سے صرف نجی شعبے کو 80 ارب روپے سے زیادہ کا نقصان پہنچا ہے۔ ابتدائی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ نجی کاروباروں کے فزیکل انفراسٹرکچر کو پہنچنے والے نقصان کی وجہ سے 15,000 سے زیادہ ملازمتیں متاثر ہوئی ہیں۔ فیڈریشن آف نیپالی چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے براہ راست نقصانات کے ابتدائی اعداد و شمار کو عام کر دیا ہے۔ وفاق نے کہا ہے کہ بالواسطہ نقصان بہت زیادہ ہوگا۔ 'وفاق ملک بھر میں ہونے والے نقصانات کی تفصیلات جمع کر رہا ہے۔ فیڈریشن کے صدر چندر پرساد ڈھکال نے کہا کہ اب تک دستیاب اعداد و شمار اور معلومات کے مطابق ابتدائی تخمینہ یہ ہے کہ نجی شعبے کو 80 ارب سے زیادہ کا نقصان ہوا ہے۔ وفاق نے کہا ہے کہ ملک بھر میں سروے کیا جا رہا ہے تاکہ جلد از جلد نقصانات کی تفصیلات فراہم کی

جاسکیں۔ مظاہرین نے ہوٹلوں اور سیاحت کے شعبوں میں توڑ پھوڑ اور آگ لگا دی جس میں اربوں روپے کی سرمایہ کاری کی گئی بھاٹ بھٹینی سپر مارکیٹ، چودھری گروپ، چندراگیری کیبل کار، مولاکا لیکا کیبل کار وغیرہ ان کمپنیوں سے ہزاروں لوگوں کو روزگار مل رہا تھا۔
فیڈریشن کے صدر ڈھکال نے کہا، "احتجاج کے دوران نجی شعبے پر ہونے والے حملوں کو نجی شعبے کی اہمیت کو سمجھنے میں ناکامی کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔"

فیڈریشن اور انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن کی جانب سے کی گئی ایک تحقیق کے مطابق نجی شعبہ معیشت میں 81 فیصد حصہ ڈالتا ہے اور 86 فیصد روزگار فراہم کرتا ہے۔ فیڈریشن کے صدر ڈھکال نے معیشت کی بحالی اور گڈ گورننس کو برقرار رکھنے کے لیے نجی شعبے اور حکومت کے درمیان ایک مسلسل ڈائیلاگ میکنزم کے قیام پر زور دیا اور ایک ایسا ماحول یقینی بنانے کے لیے جہاں تاجر اعتماد کے ساتھ کھلے دل سے کاروبار کر سکیں۔ انہوں نے

کہا کہ ہم حکومت کی حمایت اور حمایت کرتے ہوئے تعاون کے لیے بھی تیار ہیں۔
کنفیڈریشن آف نیپالی انڈسٹریز نے اندازہ لگایا ہے کہ احتجاج کے دوران پورے ملک میں فزیکل انفراسٹرکچر کو پہنچنے والا نقصان نیپال کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا تقریباً 5 فیصد ہے۔ جی ڈی پی کا 5 فیصد تقریباً 300 ارب روپے کا ہے۔ نیپال کی موجودہ جی ڈی پی 610.7 بلین روپے ہے۔
کنفیڈریشن کے صدر بیرندر راج پانڈے کے مطابق صرف نجی شعبے میں ایک کھرب روپے سے زیادہ مالیت کے فزیکل انفراسٹرکچر کو نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا، "سرکاری انفراسٹرکچر اور غیر بیمہ شدہ نجی انفراسٹرکچر کو براہ راست نقصان اور ان سے متعلق تجارت، کاروبار، روزگار کو بالواسطہ نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ جی ڈی پی پر اس کا اثر تقریباً 5 فیصد رہا ہے۔"

نیپالی کانگریس نے پارلیمنٹ کی تحلیل کو غیر آئینی قرار دیا، سپریم کورٹ میں چیلنج کرے گی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو
نیپالی کانگریس نے پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے کے فیصلے کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف قانونی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عدالت کے باقاعدہ کام شروع ہونے کے بعد پارٹی اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرے گی۔ نیپالی کانگریس نے جمعہ کے روز منعقدہ میٹنگ میں کہا کہ 8-9 ستمبر کے جنریشن زی مظاہروں میں بیرونی عناصر گھس آئے تھے اور اس کے بعد پارلیمنٹ کو غیر آئینی

طور پر تحلیل کر دیا گیا۔ پارٹی کی سنٹرل ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ جو سنیپا کے دفتر میں ہوئی، میں کہا گیا کہ دراندازاربوں مالیت کی سرکاری اور نجی املاک کو آگ لگانے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ پارٹی کے نائب صدر پورن بہادر کھڑکا کی صدارت میں ہونے والی میٹنگ میں دیگر سیاسی جماعتوں کے ساتھ اس مسئلے پر بات چیت کرنے اور اس کے لیے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیپال میں سیاسی ہلچل کے بعد پہلی باضابطہ میٹنگ کے بعد پارٹی کے ترجمان پرکاش شدن مہات نے کہا کہ پارٹی کی اگلی مرکزی کمیٹی کا اجلاس جلد بلانے اور مستقبل کی حکمت عملی طے کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ کی تحلیل کی غیر آئینی حیثیت کو عدالت میں چیلنج کرنے اور اس کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کرنے کے لیے جلد ہی دیگر سیاسی جماعتوں سے بات چیت کی جائے گی

خصوصی نشست تنظیم ابنائے دار العلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی، یوپی

عرس مقدس خلیفہ اعلیٰ حضرت، مرشد مبلغ اسلام، حضرت علامہ شاہ احمد مختار میرٹھی علیہم الرحمہ

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز
جمداشاہی بستی (بھارت)
تنظیم ابنائے علیمیہ جمداشاہی کی دوسری خصوصی نشست 19 اکتوبر 2025ء بروز اتوار، بعد نماز مغرب ولساڑ ضلع کے واپی شہر میں منعقد ہوگی۔
جملہ محبین علیمیہ کو نہایت ہی مسرت و شادمانی کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی بستی یوپی کے فروغ وارتقا کے لیے ابنائے علیمیہ (صوبہ گجرات، مہاراشٹر، ایم پی) کی طرف سے ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا ہے، جس میں صوبہ گجرات، مہاراشٹر اور ایم پی کے قدیم وجدید فارغین، اساتذہ علیمیہ کی سرپرستی میں مادر علمی کی تعمیر وترقی کے حوالے سے لائحہ عمل طے کرنے اور ادارے کو مزید فروغ دینے کے لیے تبادلہ خیال کریں گے۔

اغراض ومقاصد

بنیادی مقصد علیمیہ و تنظیم ابنائے علیمیہ کی فلاح و بہبود کے لیے غور وفکر کر کے عملی اقدام کرنا اور ایک مضبوط وفعال ٹیم تیار کر کے عالمی سطح پر دعوتی، تعلیمی، تربیتی تحریک برپا کرنا ہے۔
واضح رہے کہ اس میٹنگ میں شرکت کرنے والے تمام معزز مہمانوں کے قیام وطعام اور زاد راہ کا معقول انتظام مخیرین وابنائے علیمیہ کی طرف سے کیا جائے گا۔
جملہ علیمی برادران سے گزارش ہے کہ اس تحریک کا حصہ بن کر مادر علمی سے اپنی بے لوث وفاداری کا ثبوت پیش کریں، ہمیں یقین ہے کہ علیمیہ کے نیک نام فرزند ہمیں مایوس نہیں کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ مادر علمی کا حق ادا کرتے ہوئے اس پروگرام کو کامیاب بنائیں گے اور مادر علمی کو کامیابی کی نئی منزلوں سے ہم کنار کریں گے۔
مزید معلومات کے لیے درج ذیل نمبرات پر رابطہ فرمائیں:
730808828191+
811149670991+
917408079129+
917977350913+
919321758071+

اقتدار سے برطرفی کے 14 دن بعد کے پی اولی عوامی طور سے نظر آئے

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو: اقتدار سے بے دخل ہونے کے چودہ دن بعد معزول وزیر اعظم کے پی شرما اولی منگل کو اپنے حامیوں اور کارکنوں کے درمیان نظر آئے۔ بھکت پور میں کرائے کے مکان میں مقیم اولی کچھ حامیوں اور کارکنوں کے درمیان نظر آئے اور سنگھ دربار میں آتشزدگی کو دراندازوں کی

سازش قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے ملک اور اپنی تاریخ سے محبت کرنے والے کبھی سنگھ دربار کو آگ نہیں لگا سکتے۔ کاٹھمانڈو کے میئر بالین شاہ کو نشانہ بناتے ہوئے سابق وزیر اعظم اولی نے کہا کہ کچھ دن پہلے کسی نے سنگھ دربار کو آگ لگانے کی دھمکی دی تھی۔ اس لئے یہ حملہ کیا گیا۔ جین زی کے احتجاج پر تنقید کرتے ہوئے اولی نے کہا کہ نیپال ایک بدنام ملک بن گیا ہے۔ کئی ممالک نے ویزے کا اجراء بند کر دیا ہے اور نوکریوں کی پیشکش بھی بند کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ملک کو اس صورتحال سے بچانا ہوگا

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۲۵۔ ستمبر ۲۰۲۵/۲ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ/۔۹ آسوج ۲۰۸۲ بکرم۔ بروز جمعرات

جنریشن زی مظاہروں کے دوران طاقت کے استعمال کی تحقیقات کے لیے کمیشن تشکیل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو زین زیڈ مظاہرے کے دوران ہونے والے طاقت کے استعمال کی تحقیقات کے لیے ریٹائرڈ جج گوری بہادر کارکی کی سربراہی میں ایک انکوائری کمیشن تشکیل دیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ وزیر اعظم سشیلا کارکی کی زیر صدارت کابینہ کی میٹنگ میں کیا گیا۔ وزیر خزانہ رامیشور کھنال نے کہا کہ سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی کے کردار کی تحقیقات کا حکم دیا گیا ہے۔ سابق وزیر داخلہ رمیش لیکھک، پولیس چیف اور کاٹھمانڈو کے چیف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تشدد میں شامل ہیں۔ ڈاکٹر منوج کے سی نیپال کے مرکزی تفتیشی بیورو (سی بی آئی کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ وزیر خزانہ کھنال نے اعلان کیا کہ انہیں بھوٹانی پناہ گزین کیس میں سینئر کانگریس یو ایم ایل اور ماون نواز لیڈروں کے کردار کی تحقیقات کا کام سونپا جائے گا۔ اسی طرح سابق وزیر اعظم ارجو دیوبا اور سابق وزیر توانائی دیپک کھڑکا کے گھروں سے پائے گئے کروڑوں روپے کی تحقیقات کی ذمہ داری محکمہ اثاثہ صاف کرنے کو دی گئی ہے۔ ٹیکندر کارکی کو نیپال کے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ سابق وزیر اعظم کے پی شرما شرما اولی کے رشتہ دار ہتیندر شاکیا کو نیپال بجلی اتھارٹی کے مینیجنگ ڈائریکٹر کے عہدے سے ہٹا دیا گیا ہے اور منوج سلوال کو نیا مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر کیا گیا ہے۔

زین زیڈ احتجاج کے دوران فرار ہونے والے 6,800 قیدی اب بھی فرار

شفیق رضا
کاٹھمانڈو - زین-زیڈ' احتجاج کے دوران مختلف جیلوں/ حراستی مراکز اور پولیس کی حراست سے فرار ہونے والوں میں تقریباً 7,300 قیدیوں اور نظربندوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ فرار ہونے والے 14,043 قیدیوں اور نظربندوں میں سے 6,800 اب بھی مفرور ہیں۔ فرار ہونے والوں میں سے تقریباً 1000 غیر ملکی شہری ہیں۔ ریاست کی طرف سے احتجاج کو دبانے کے بعد قیدی اور نظربند فرار ہو گئے، جیلوں اور پولیس کی حراستی سہولیات کو توڑ پھوڑ اور آگ لگادی گئی کیونکہ احتجاج کے اگلے دن شروع ہوئے۔ 28 جیلوں اور 150 سے زیادہ پولیس حراستی مراکز کو توڑ پھوڑ کر آگ لگا دی گئی۔ محکمہ جیل خانہ جات کے ڈائریکٹر چومیندر نیوپانے کے مطابق منگل کی شام تک جیل سے فرار ہونے والے تقریباً 6,900 قیدیوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ نیپال پولیس کے ترجمان ڈی آئی جی بنود گھمیرے نے بتایا کہ حراستی سیل سے فرار ہونے والے 370 قیدیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ پولیس حکام نے کہا ہے کہ ان سے حراستی سیل میں گھس کر تباہی پھیلانے کے الزام میں بھی تفتیش کی جائے گی۔ محکمہ اور پولیس کے مطابق تقریباً 6,800 قیدی اب بھی فرار ہیں۔ فرار ہونے والوں میں ایک ہزار کے قریب غیر ملکی قیدی بھی شامل ہیں ۔ چین ، بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک کے شہری جیل میں توڑ پھوڑ اور آتش زنی کا فائدہ اٹھا کر فرار ہو گئے۔ آتش زنی اور توڑ پھوڑ کے بعد فرار ہونے والے کچھ قیدی خود ہی واپس آ گئے جبکہ پولیس تیزی سے دیگر کو گرفتار کر رہی ہے۔ فرار ہونے والے قیدیوں میں منشیات کی اسمگلنگ، قتل، ڈکیتی، عصمت دری، اسمگلنگ، بدعنوانی، بھوٹانی مہاجرین کے جعلی کیس اور غیر ملکی کرنسی کی اسمگلنگ کے جرم میں سزا یافتہ اور ریمانڈ پر موجود افراد شامل ہیں۔ سابق نائب وزیر اعظم ٹوپ بہادر رایاماجھی، سابق سکریٹری ٹیک نارائن پانڈے اور اندراجیت رائے، اس وقت کے وزیر داخلہ رام بہادر تھاپا کے سیکورٹی مشیر، جو کہ بھوٹانی مہاجرین کے فرضی کیس میں ریمانڈ کے دوران سینٹرل جیل میں تھے، فرار ہو گئے تھے۔ ریاماجھی، تاہم، جیل واپس آ گئے ہیں۔ چوڑامنی اوپریتی، جسے گور کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، جو سونے کی اسمگلنگ کے جرم میں سزا کاٹ رہا ہے، بھی دلی بازار جیل واپس آ گیا ہے۔ کیشو دلال اور سانو بھنڈاری جو کہ پناہ گزین کیس میں ریمانڈ کے دوران سینٹرل جیل میں ہیں، کو پولیس نے منگل کی شام وادی سے گرفتار کیا تھا۔ روی لامیچھانے، کوآپریٹو فراڈ کیس میں ریمانڈ کے لیے نکھو جیل میں وہ بھی واپس آ گئے ہیں۔

حکومت نے مظاہرین پر انتباہی گولیاں چلانے کا حکم نہیں دیا: سابق وزیر اعظم اولی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی نے کہا ہے کہ ان کے استعفیٰ کے بعد سرکاری اور نجی املاک کو راکھ کر دیا گیا ہے۔ اولی نے جمعہ کو یوم آئین کے موقع پر اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے اور وزیر اعظم کے عہدے سے استعفیٰ دینے کے بعد پہلی بار اس کا جواب دیا ہے۔ آئین پر موجودہ حملے کا ذکر کرتے ہوئے، اولی نے کہا، وزیر اعظم کے عہدے سے استعفیٰ دینے کے بعد سنگھادربار کو جلا دیا گیا ہے، نیپال کا نقشہ جلا دیا گیا ہے، ملک کی علامتوں کو مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوامی نمائندہ اداروں، عدالتوں، کاروباری اداروں اور سیاسی جماعتوں کے دفاتر، ان کے رہنماؤں اور کارکنوں کے گھر اور ذاتی املاک کو خاکستر کر دیا گیا ہے۔ کیا ملک بن رہا تھا یا بگڑ رہا تھا یا صرف ایک فرضی بیانیہ بنا کر غصہ پھیلایا جا رہا تھا کہ ملک بگڑ رہا ہے؟ نہوں نے کہا کہ ہماری نئی نسل ان تمام چیزوں کو خود ہی محسوس کرے گی۔ وہ معاشرہ جو ہوائی اڈوں سے باہر کے ممالک جانے والے لوگوں کے
ہجوم کو کہہ رہا ہے وہ آج ملک سے باہر پرمٹ کی بندش کے بارے میں کیا سوچے گا؟ وقت ہمیں اس کا احساس بھی کرائے گا۔ ہماری نئی نسل اسے خود سمجھے گی۔ تاہم، ہمیں یہ سمجھنا ہوگا جب کہ ابھی وقت ہے، ورنہ ہمارے ملک کی خودمختاری صرف تاریخ میں باقی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ دراندازوں نے تشدد پر اکسایا، اور ہمارے نوجوان اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔ حکومت نے مظاہرین کو وارننگ کے طور پر گولی مارنے کا حکم نہیں دیا۔ خودکار ہتھیاروں سے گولی چلانے کے واقعے کی تحقیقات ہونی چاہیے جو پولیس کے پاس نہیں تھی۔ انہوں نے کہا کہ ناکہ بندی اور ملک کی خودمختاری کو درپیش چیلنجوں پر قابو پا کر آئین کو نافذ کیا گیا، اولی نے کہا کہ نیپال کا آئین مستقبل کی لکیر ہے جسے خود نیپالی عوام نے لکھا ہے۔ نیپال کی تعمیر کے لیے تمام نسلوں کے نیپالیوں کو متحد ہونا چاہیے۔

نیپال میں ایک منتخب صدارتی نظام حالیہ جنریشن زی تحریک کو روک سکتا تھا: پرچنڈ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو ماؤوں نواز پارٹی کے چیئرمین پشپ کمل دہال پرچنڈ نے جمعہ کو کہا کہ اگر ملک میں منتخب صدارتی نظام ہوتا تو حالیہ جنریشن زی تحریک کو روکا جا سکتا تھا۔ جمعہ کو یوم دستور کے موقع پر پارٹی ہیڈ کوارٹر میں منعقدہ ایک تقریب میں پرچنڈ نے یاد دلایا کہ موجودہ صورت حال اس لیے پیدا ہوئی کیونکہ 2015 میں آئین کا مسودہ تیار کرنے کے لیے براہ راست منتخب ایگزیکٹو فراہم نہیں کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی استحکام کے لیے براہ راست منتخب صدر ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بد قسمتی کی بات ہے کہ جب آئین جاری کیا گیا تو اس معاملے پر کوئی اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ پرچنڈ نے دعویٰ کیا کہ اگر اس وقت براہ راست منتخب نظام حکومت پر کوئی معاہدہ ہوتا تو جنریشن زی تحریک رونما نہ ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ اتنے بڑے نقصان سے بچا جا سکتا تھا۔ اپنے پارٹی ہیڈ کوارٹر میں اپنے حامیوں اور کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے، جسے جنریشن زی تحریک کے بعد تباہ کر دیا گیا تھا، پرچنڈ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ یہ ان کی سرگرمی تھی جس نے آئین کو بچایا۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ اس رات راشٹرپتی بھون نہ پہنچتے اور صدر جمہوریہ کی حمایت نہ کرتے تو آج ملک بغیر آئین کے ہو سکتا تھا۔

نیپال کی سپریم کورٹ نے ٹینٹ لگا کر سماعت شروع کر دی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو سپریم کورٹ میں بدھ کو عارضی انتظامات کے تحت سماعت شروع ہوئی، جسے جنریشن زی مظاہرین کے احتجاج کے دوران آگ لگنے سے نقصان پہنچا تھا۔ سپریم کورٹ کے ترجمان ارجن کوئرالا نے کہا کہ 9 ستمبر کو جین زی مظاہرین کے احتجاج کے دوران آگ لگنے سے جل جانے والی مختلف عدالتوں میں سماعت کے لیے کوئی جگہ نہیں بچی تھی۔ سپریم کورٹ خصوصی عدالت اور ضلعی عدالتوں سمیت تئیس عدالتی عمارتیں مکمل یا جزوی طور پر تباہ ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ عدالتی کارروائی جاری رکھنے کے فل بنچ کے فیصلے کے بعد ہیبیس کارپس کی درخواستوں پر سماعت عارضی انتظامات کے تحت شروع ہو گئی ہے۔ کوئرالا نے کہا کہ عدالتی کارروائی جاری رکھنے کے لیے ایک بڑے خیمے کے نیچے عارضی انتظامات کیے گئے ہیں۔ لکڑی کی میز اور کرسیوں کا انتظام کیا گیا ہے جس میں ایک طرف ججز، دوسری طرف لیگل پریکٹیشنرز اور درمیان میں کورٹ کلرک ہیں۔ آج جسٹس سپنا پردھان مالا اور جسٹس کمار رگمی نے سماعت شروع کی جس میں نظربندوں کی جسمانی پیشی کے لیے درخواستیں بھی شامل ہیں۔ عدالت کے داخلی دروازے پر اب بھی جین زی مشتعل مظاہرین کے احتجاج کے نشانات ہیں۔ مظاہرے کے دوران جلی ہوئی گاڑیاں آدھی جلی ہوئی اور ٹوٹی ہوئی میزیں اور کرسیاں بکھری پڑی ہیں۔ سٹاف کوارٹرز ناقابل استعمال ہو چکے ہیں۔ عدالتوں میں زیر التوا مقدمات کی فائلیں مکمل طور پر جل چکی ہیں جبکہ کچھ ریکارڈ جزوی طور پر تباہ شدہ عدالتوں میں موجود ہیں۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے تباہ شدہ فائلوں کو دوبارہ بنانے کا حکم دیا تھا۔ اس وقت سپریم کورٹ میں تقریباً 26,000 مقدمات زیر التواء ہیں۔

وزیر اعظم کارکی جمعرات کی شام قوم سے خطاب کریں گی

کاٹھمانڈو — وزیر اعظم سشیلا کارکی جمعرات کو قوم سے خطاب کرنے والی ہیں۔ وزیر اعظم کے دفتر اور وزراء کونسل کے مطابق کابینہ کا اجلاس جمعرات کی شام 4 بجے ہوگا اور وزیر اعظم کارکی شام 6 بجے قوم سے خطاب کریں گی۔
'جین جی' بغاوت کے بعد قائم ہونے والی عبوری حکومت کی قیادت کرنے والے وزیر اعظم کارکی پہلی بار قوم سے خطاب کرنے والی ہے۔ سابق چیف جسٹس سشیلا کارکی کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ عبوری حکومت 23 گتے بھادو کو جین جی بغاوت اور 24 گتے بھادو کو تحریک کی بنیاد پر تشکیل دی گئی تھی۔ وزیر اعظم کارکی کی قیادت میں عبوری حکومت نے ایوان نمائندگان کو تحلیل کرتے ہوئے 21 گتے فاگن کو انتخابات کرانے کا اعلان کیا ہے۔ ان کی قیادت میں کابینہ میں تیسری بار توسیع کی گئی ہے اور موجودہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری چھ ماہ کے بعد فاگن مہینے میں انتخابات کرانا ہے۔

نیپالی کانگریس نے پارلیمنٹ کی تحلیل کو غیر آئینی قرار دیا، سپریم کورٹ میں چیلنج کرے گی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو نیپالی کانگریس نے پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے کے فیصلے کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف قانونی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عدالت کے باقاعدہ کام شروع ہونے کے بعد پارٹی اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرے گی۔ نیپالی کانگریس نے جمعہ کے روز منعقدہ میٹنگ میں کہا کہ 8-9 ستمبر کے جنریشن زی مظاہروں میں بیرونی عناصر گھس آئے تھے اور اس کے بعد پارلیمنٹ کو غیر آئینی طور پر تحلیل کر دیا گیا۔ پارٹی کی سنٹرل ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ جو سنیپا کے دفتر میں ہوئی، میں کہا گیا کہ درانداز اربوں مالیت کی سرکاری اور نجی املاک کو آگ لگانے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ پارٹی کے نائب صدر پورن بہادر کھڑکا کی صدارت میں ہونے والی میٹنگ میں دیگر سیاسی جماعتوں کے ساتھ اس مسئلے پر بات چیت کرنے اور اس کے لیے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیپال میں سیاسی ہلچل کے بعد پہلی باضابطہ میٹنگ کے بعد پارٹی کے ترجمان پرکاش شدن مہات نے کہا کہ پارٹی کی اگلی مرکزی کمیٹی کا اجلاس جلد بلانے اور مستقبل کی حکمت عملی طے کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ کی تحلیل کی غیر آئینی حیثیت کو عدالت میں چیلنج کرنے اور اس کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کرنے کے لیے جلد ہی دیگر سیاسی جماعتوں سے بات چیت کی جائے گی۔

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز
Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۲۵۔ ستمبر ۲۰۲۵/۲ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ/۔۹اسوج ۲۰۸۲ بکرم۔ بروز جمعرات

متحدہ عرب امارات کے بعد ملیشیا، سعودی عرب اور قطر نے بھی نیپال کے لیے ویزا کے عمل کو سخت کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو متحدہ عرب امارات (یو اے ای کے بعد اب ملیشیا سعودی عرب اور قطر نے بھی نیپالی شہریوں کے لیے ویزا کے عمل کو سخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ وزارت خارجہ نے منگل کو خلیجی ممالک کے سفارتخانوں کے ساتھ ایک میٹنگ بلائی ہے جس میں تازہ ترین پیش رفت پر تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ نیپال فارن ایمپلائمنٹ انٹرپرینیورز ایسوسی ایشن کے سکریٹری کنچد ورجے ڈم ڈونگ نے کہا کہ نیپال میں زین زیڈ تحریک کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کے پیش نظر متحدہ عرب امارات نے 15 ستمبر سے سفری اور کام کے ویزوں کو سخت کر دیا ہے۔ اب ملیشیا، سعودی عرب قطر اور دیگر خلیجی ممالک نے بھی ویزا جاری کرنے کے عمل کو سخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلیجی ممالک گزشتہ دو تین دنوں سے مختلف دستاویزات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ڈیم ڈونگ نے کہا کہ پولیس کی پرانی رپورٹس کو غلط قرار دیا جا رہا ہے اور پولیس غلط قرار دیا جا رہا ہے اور پولیس رپورٹس دوبارہ طلب کی جا رہی ہیں ، جس کی وجہ سے بہت سی ویزا درخواستیں مسترد بھی ہو چکی ہیں۔ متحدہ عرب امارات نے وزٹ ویزوں پر مکمل پابندی عائد کر دی ہے اور ورک ویزا کو سخت کر دیا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ متحدہ عرب امارات نے اس خدشے کے پیش نظر ویزا سخت کر دیے ہیں کہ زین زیڈ بغاوت کے بعد جیل سے فرار ہونے والے قیدی ملک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ تاہم متحدہ عرب امارات نے اس حوالے سے کوئی باضابطہ معلومات فراہم نہیں کی ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ متحدہ عرب امارات نے اندرونی انتظامی وجوہات کا حوالہ دیتے ہوئے وزٹ ویزوں پر پابندی اور ورک ویزوں کو سخت کر دیا ہے۔ متحدہ عرب امارات کے کاروباری اداروں نے نیپالی کاروباری اداروں کو بھی بتایا ہے کہ یہ پابندی سیکورٹی چیلنجز کی وجہ سے لگائی گئی ہے۔

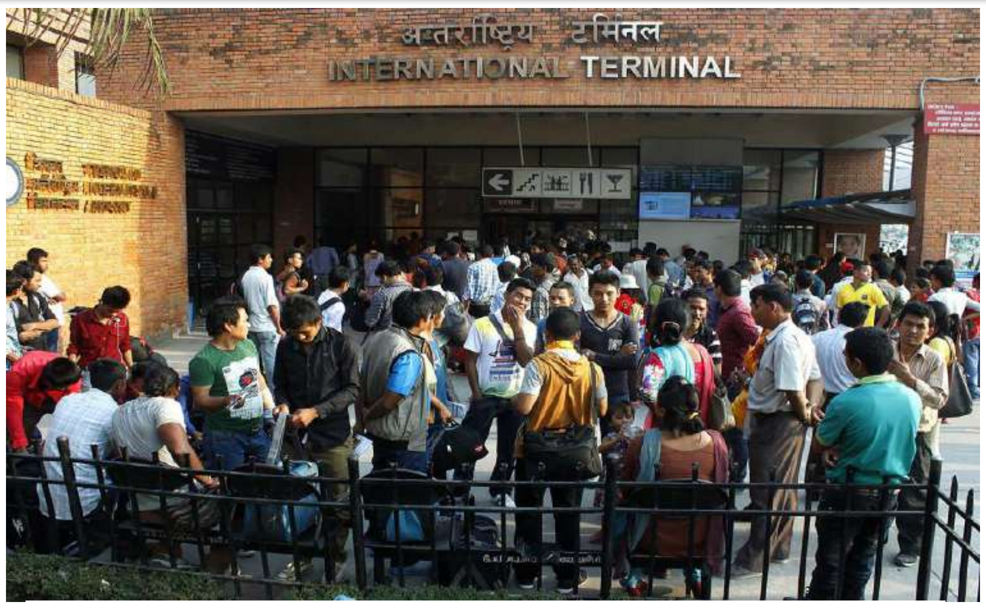

ہندوستانی سفیر نے وزیر توانائی کلمن گھیسنگ سے ملاقات کی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو نیپال میں ہندوستانی سفیر نوین سریواستو نے اتوار کو عبوری حکومت میں توانائی شہری ترقی اور جسمانی تعمیرات کے وزیر کلمن گھیسنگ سے ملاقات کی۔ وزیر گھیسنگ نے نیپال کی ترقی کے سفر میں ہندوستان کی دیرینہ حمایت کے لیے اظہار تشکر کیا اور آنے والے دنوں میں تعاون جاری رکھنے کی امید ظاہر کی۔ یہ ملاقات نیپال کی حالیہ سیاسی منتقلی کے بعد ہندوستان کی مسلسل سفارتی مصروفیات کے ایک حصے کے طور پر ہوئی ہے۔ سفیر سریواستو اتوار کو سنگھ دربار پہنچے اور وزیر گھیسنگ سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران ہندوستانی سفیر نے وزیر گھیسنگ کو زین زیڈ مظاہروں کے بعد قائم ہونے والی عبوری حکومت میں اہم قلمدان سنبھالنے پر مبارکباد دی اور ان کے کامیاب دور کی خواہش کی۔ انہوں نے توانائی نقل و حمل فزیکل انفراسٹرکچر اور شہری ترقی کے شعبوں میں نیپال کی مدد کے لیے ہندوستان کے عزم کا بھی اظہار کیا۔ میٹنگ کے بعد گھیسنگ نے کہا کہ ہندوستان نے نیپال کے بنیادی ڈھانچے اور توانائی کے شعبوں میں اہم کردار ادا کیا ہے، اور ہم اس تعاون کو مزید مضبوط کرنے کے منتظر ہیں۔ انہوں نے نیپال کی ترقی کے سفر میں ہندوستان کی دیرینہ حمایت کے لیے اظہار تشکر کیا اور آنے والے دنوں میں تعاون جاری رکھنے کی امید ظاہر کی۔ زین زیڈ تحریک کے بعد نیپال میں سیاسی تبدیلیوں کے بعد سے، ہندوستانی سفیر نوین سریواستو عبوری حکومت کو مکمل تعاون فراہم کرنے کے لیے وزراء کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے وزیر اعظم سوشیلا کارکی سے ملاقات کی اور نیپال کی تعمیر نو کے لیے ہر ممکن مدد کا یقین دلایا۔ عبوری کابینہ کے اہم ارکان کے ساتھ ان کی حالیہ ملاقاتیں نیپال کے ساتھ قریبی تعلقات کو فروغ دینے اور اسٹریٹجک تعاون فراہم کرنے میں ہندوستان کی دلچسپی کی نشاندہی کرتی ہیں

مخلص العلما حضرت حافظ علاؤالدین کے گھر بیٹی کی شکل میں رحمت الہیٰ کی آمد

پریس ریلیز

نیپال اردو ٹائمز

لمبنی پردیش

ضلع روپندیہی کی مرکزی درسگاہ دار العلوم اہل سنت فیض العلوم بنی پور وارڈ نمبر ایک کے باصلاحیت استاذ فخر القرا حضرت حافظ و قاری علاؤالدین تنویری کے گھر اللہ نے ایک بچی کو اپنی رحمت بنا کر بھیجا، اس موقع پر ادارے کے پرنسپل حضرت مولانا اکبر علی قادری فیضی اور ادارے کے صدر عالی جناب پردھان عابل علای نے مبارکباد پیش کی، یقیناً بیٹیاں رحمت ہوا کرتی ہیں اور رحمت بن کر آتی ہیں اللہ کریم جب بندے سے خوش ہوتا ہے تو بیٹی کی شکل میں اولاد عطا فرماتا ہے۔ اللہ کریم اس بچی کو کنیز فاطمہ بنائے۔

اولی کی اہلیہ رادھیکا شاکیہ نے کاٹھمانڈو میں کھنڈر میں تبدیل اپنے گھر کا دورہ کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو جنریشن زی تحریک کی وجہ سے وزیر اعظم کے عہدے سے بے دخل کیے گئے کے پی شرما اولی کی اہلیہ ہفتہ کو کاٹھمانڈو میں اپنے گھر پر گئیں جو کہ آگ سے مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ گھر کی حالت دیکھ کر وہ بہت جذباتی ہو گئیں۔ گھر کی صرف دیواریں باقی ہیں باقی تمام سامان مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ رادھیکا شاکیہ نے کہا کہ وہ گھر کے جلنے سے خاص طور پر دکھی نہیں تھیں، لیکن یہ کہ بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو تاریخ کو بیان کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مظاہرین نے گھر کو نہیں بلکہ تاریخ کو جلایا۔ رادھیکا نے کہا کہ وہ پہلے ہی گھر کو میوزیم میں تبدیل کر کے حکومت کے حوالے کرنے کا اعلان کر چکی ہیں، اسی وجہ سے کمیونسٹ تحریک سے متعلق اشیاء اور لٹریچر کو گھر میں رکھا گیا تھا۔ اولی کی اہلیہ نے کہا کہ اگر مظاہرین نے کبھی تاریخ کا مطالعہ کیا ہوتا تو وہ اس کی اہمیت کو سمجھ پاتے۔

وزیر اعظم کارکی نے عبوری حکومت میں توسیع کی، چار نئے وزراء شامل، صدر نے دلایا حلف

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو عبوری حکومت کی وزیر اعظم سشیلا کارکی کی کابینہ میں شامل ہونے کے لیے چار نئے مقرر کردہ وزراء نے پیر کو حلف لیا۔ نیپال کی وزیر اعظم سوشیلا کارکی نے پیر کو عبوری حکومت کی کابینہ میں توسیع کرتے ہوئے چار نئے وزراء کو شامل کیا اور اب یہ کل تعداد سات ہو گئی۔ وزیر اعظم سشیلا کارکی کی سفارش کی بنیاد پر صدر رام چندر پوڈیل نے انیل کمار سنہا، مہاویر پن، سنگیتا کوشل مشرا، جگدیش کھرل، اور مدن پریار کو نئے وزیر مقرر کئے۔ صدر رام چندر پاڈیل نے شیتل نواس میں ایک خصوصی تقریب میں انہیں حلف دلایا۔ انیل کمار سنہا نے صنعت قانون اور زمین کی تصفیہ کے وزیر پن کو تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے اصلات اوزیر جگدیش کھرل کو موور اطلاعات کے وزیر اور پریار نے وزیر زراعت کے طور پر حلف لیا۔ وزیر صحت بننے کے لیے ایڈیشنل ہیلتھ سکریٹری کے عہدے سے استعفیٰ دینے والی ڈاکٹر سنگیتا مشرا کو تنازعہ کھڑا ہونے کے بعد آخری لمحات میں حلف برداری کی فہرست سے نکال دیا گیا۔ وزیر اعظم سوشیلا کارکی نے اتوار کو صدر پاوڈل سے سفارش کی تھی کہ ڈاکٹر مشرا کو وزارت صحت میں تعینات کیا جائے۔ اس کے ساتھ اب وزیر اعظم سشیلا کارکی کی کابینہ میں سات وزیر ہیں۔ چار نو مقرر کردہ وزراء کے علاوہ وزیر صحت کے عہدے کے لیے ڈاکٹر سنگیتا کوشل مشرا کے نام کی بھی سفارش کی گئی تھی۔ تاہم، ان کی تقرری کو اس وقت روک دیا گیا جب کمیشن برائے انویسٹی گیشن آف ابیوز آف اتھارٹی نے وزیر اعظم کے دفتر کو مطلع کیا کہ مشرا کے خلاف تحقیقات مکمل ہونے کے قریب ہے اور جلد ہی مقدمہ درج کرنے کی تیاری کی جا رہی ہے۔

نیپال میں تشدد میں ہلاکتوں کی تعداد 73 ہو گئی، 12 کنکال کی اب تک شناخت نہیں ہو سکی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو نیپال میں 9 ستمبر کو ہونے والے تشدد اور آتش زنی کے دوران بھاٹ بھٹینی سپر اسٹور کے تین الگ الگ آوٹ لیٹس پر ملنے والے انسانی کنکال کی ابھی تک شناخت نہیں ہو سکی ہے۔ اب تک ایسی 12 لاشیں نکالی جا چکی ہیں جن کے صرف کنکال ہی مل سکے ہیں۔ دریں اثنا جین زی تحریک سے مرنے والوں کی تعداد 73 تک پہنچ گئی ہے۔ پولیس نے کہا کہ 12 کنکال کی شناخت اس لئے نہیں ہو سکی ہے، کیونکہ کسی نے اپنے رشتہ داروں کے لاپتہ ہونے کی اطلاع نہیں دی۔ حکومت نے احتجاج میں ہلاک ہونے والوں کو شہید قرار دینے اور معاوضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ پولیس کے مطابق 9 ستمبر کو چوچے پائی واقعبھاٹ بھٹینی سپر اسٹور سے سات کنکال 10 ستمبر کو سنسری واقع دھران سپر اسٹور سے چار کنکال اور اسی دن وراٹ نگر واقع ایک آوٹ لیٹ سے ایک کنکال ملا تھا۔ پولیس کے مطابق اگر کوئی اپنے رشتہ دار کے لاپتہ ہونے کی اطلاع دیتا ہے تو ڈی این اے ٹیسٹ سے ان کی شناخت میں آسانی ہو سکتی ہے۔ نیپال پولیس کے مرکزی ترجمان اور ڈی آئی جی بنود گھمیرے نے کہا کہ تمام کنکالوں کا ڈی این اے ٹیسٹ لازمی ہے۔ اگر لوگ پولیس سے رابطہ کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے رشتہ دار لاپتہ ہیں تو ڈی این اے ٹیسٹ کرایا جائے گا۔ ابھی تک اس حوالے سے کوئی سامنے نہیں آیا ہے۔ ''9 ستمبر کو جنریشن زی- تحریک کے دوسرے دن بھاٹ بھٹینی سپر اسٹور کے کئی اسٹوروں کو آگ لگا دی گئی اور لوٹ مار کی گئی۔ ڈیپارٹمنٹل اسٹور نے ایک بیان میں کہا کہ تباہ شدہ اسٹورز کی صفائی کے دوران تین اسٹورز سے انسانی کنکال ملے۔ چونکہ کنکالوں کی شناخت نہیں ہو سکی، پولیس نے یونٹ کے ذریعے ایک نوٹس جاری کیا جس میں لواحقین سے رابطہ کرنے کو کہا گیا۔

استعفے کے 10 دن بعد منظر عام پر آئے سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی، کرائے کے گھر میں منتقل!

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو

نیپال میں جاری شدید سیاسی بحران اور جنریشن زی دور کے نوجوانوں کے پرتشدد مظاہروں کے نتیجے میں سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی کو استعفیٰ دینا پڑا تھا۔ نو ستمبر کو اقتدار چھوڑنے کے بعد وہ دس دن تک عوامی نظروں سے اوجھل رہے۔ جمعرات کو وہ پہلی بار منظر عام پر آئے، جب فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ انہیں شیوپوری کے فوجی بیرک سے بھکت پور لایا گیا، جہاں ان کے لیے ایک کرائے کا مکان فراہم کیا گیا ہے۔ اولی کو استعفیٰ کے بعد وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ سے فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہٹایا گیا تھا اور انہیں کچھ دنوں تک شیوپوری کے فوجی کیمپ میں رکھا گیا۔ اس دوران ان کے کاٹھمانڈو میں واقع ذاتی مکان، جھاپا کے آبائی گھر اور دمک کی رہائش گاہ کو مشتعل مظاہرین نے آگ کے حوالے کر دیا۔ اسی بنا پر انہیں نئی رہائش کے لیے کرائے کا گھر دیا گیا ہے۔ یہ سیاسی بحران اس وقت شروع ہوا جب آٹھ اور نو ستمبر کو ہزاروں نوجوان سڑکوں پر نکل آئے۔ ان نوجوانوں نے حکومت پر کرپشن، اقرباپروری اور سنسرشپ کا الزام لگایا۔ سوشل میڈیا پر پابندی اور بدعنوانی کے خلاف یہ مظاہرے پرتشدد رخ اختیار کر گئے۔ پارلیمنٹ ہاؤس سمیت متعدد سرکاری دفاتر کو آگ لگا دی گئی جبکہ کم از کم 72 افراد کی جانیں گئیں۔ فوج کی سخت سکیورٹی کے باوجود مظاہرین نے اولی کے نجی گھروں کو بھی نشانہ بنایا۔ اس کے بعد سے ان کی رہائش کا معاملہ زیر بحث رہا اور مختلف افواہیں گردش کرتی رہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اب بھکت پور میں کرائے کے مکان میں ان کی موجودگی کی باضابطہ تصدیق ہو گئی ہے۔ رپورٹس کے مطابق جب اولی نے گھر پہنچے تو وہاں موجود کچھ حامیوں نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر وہ نسبتاً خاموش اور تھکے ہوئے نظر آئے۔ یاد رہے کہ انہوں نے 9 ستمبر کو صدر رام چندر پوڈیل کو باضابطہ طور پر استعفیٰ پیش کیا تھا، جسے 10 ستمبر کو منظور کر لیا گیا۔ اس کے بعد اولی اور ان کی کابینہ کے دیگر ارکان فوجی بیرک میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اولی کو استعفیٰ کے بعد عوامی طور پر دیکھا گیا ہے۔ سیاسی تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ بحران محض حکومتی تبدیلی نہیں بلکہ نیپالی سیاست کے لیے ایک نئے دور کی شروعات ہے۔ نوجوان نسل کی طاقت اور ان کے مطالبات نے مستقبل کی سیاست کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نیپال کی نئی قیادت ان احتجاجات کے پیچھے چھپی بے چینی کو کیسے حل کرے گی

اداریہ

یورپی ملکوں کی طرف سے فلسطین کو بطور آزاد ریاست تسلیم کیا جانا مسلم ممالک کی بے حسی پر زناٹے دار طمانچہ

ایڈیٹر کے قلم سے----

1948ء سے آج تک فلسطین کے مسلمانوں کا جس طرح بے دریغ خون بہایا گیا ہے، وہ یقیناً نہایت افسوسناک اور دل دہلا دینے والا واقعہ ہے۔ خون کسی کا بھی ہو قیمتی ہے، لیکن جب خون ناحق بہایا جائے تو اس کا حساب ضرور لیا جاتا ہے۔ فلسطین کی سرزمین پر روز بہ روز گرنے والے لہو کے چھینٹے انسانیت کے منہ پر تازیانہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس ظلم و ستم کا ذمہ دار کون ہے؟ ملبوں کے ڈھیر سے چیختی ہوئی معصوم بچوں کی آوازیں دنیا کو کیوں سنائی نہیں دیتیں؟ فلسطین کے بازار ویران ہو چکے ہیں، عالی شان مکانات کھنڈر بن گئے ہیں، اور غزہ و فلسطین سے آنے والی تصاویر نے پوری انسانیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

بھوک اور پیاس کی شدت سے فلسطینی عوام نڈھال ہیں، لیکن پچپن اسلامی ممالک اور اقوامِ متحدہ کی بے اثر قرار دادیں اب تک کسی کام کی ثابت نہیں ہوئیں۔ اسرائیل کی بربریت سب کے سامنے ہے۔ جس سرزمین پر کبھی فلسطینیوں نے ان ظالموں کو پناہ دی تھی، آج انہی کو وہاں زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جا رہا۔ اسرائیلی بمباری نے پوری آبادی کو گھائل کر دیا ہے، ہر لمحے کسی نہ کسی کی لاش اٹھتی ہے۔ مسلمان بیٹیوں کے لیے آسمان ہی واحد سائبان بچا ہے، مگر کوئی پرسانِ حال نہیں۔

گزشتہ دنوں قطر کی سرزمین پر اسرائیلی جارحیت کی گونج پوری دنیا نے سنی۔ اس کے فوراً بعد اسلامی ممالک نے اجلاس منعقد کیے، مگر یہ اجلاس محض بیان بازی تک محدود رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ بمباری رکی، نہ غزہ کے مکین محفوظ ہوئے، نہ ہی مساجد و مدارس سلامت رہ سکے۔ یہ صرف فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام نہیں بلکہ پوری انسانیت کے دامن پر بدنما داغ ہے۔

14 مئی 1948ء کو اسرائیل کے قیام کے بعد سے اب تک لاکھوں فلسطینی اپنی جانیں قربان کر چکے ہیں۔ آج یورپی ممالک کی طرف سے فلسطین کو آزاد ریاست تسلیم کرنے کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، لیکن افسوس کہ اسلامی ممالک کے سربراہان کی بے حسی نے فلسطین کو اس حال تک پہنچا دیا ہے۔ ایک طرف یورپ غزہ و فلسطین کے حق میں آواز بلند کر رہا ہے، جبکہ دوسری طرف اسلامی ممالک محض اجلاس در اجلاس کر کے اپنے فرض سے سبک دوش ہونا چاہتے ہیں، جن کے نتائج نہ پہلے نکلے نہ آج کوئی نکلنے کی امید ہے۔

یورپ اور ایشیا سے فلسطین کو ریاست تسلیم کرنے کی آواز اسرائیل کے لئے ناقابلِ برداشت بن چکی ہے، اسی لیے وہ پوری دنیا کو اس قدم سے باز رکھنے میں سرگرم ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اسلامی ممالک بیک زبان فلسطین کو بطور ریاست تسلیم کریں اور دنیا کو ایک مؤثر پیغام دیں، مگر افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی حمایت نے ہی اسلامی دنیا کی بے حسی پر زناٹے دار طمانچہ مارا ہے۔

اب دنیا کی نظریں اس بات پر جمی ہیں کہ کیا فلسطین کو ریاست کا درجہ مل پائے گا یا نہیں؟ اور کیا اسلامی ممالک اپنی ذمہ داری پوری کریں گے؟ اس وقت اقوامِ متحدہ کی بروقت اور عملی پیش رفت نہایت ضروری ہے، ورنہ اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں فلسطینی مسلمانوں کے خون سے کھیلی جانے والی ہولناک ہولی کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔

وقت کا تقاضا ہے کہ اقوامِ متحدہ اور اسلامی دنیا مل کر فلسطین کو آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کریں اور اس خطے کے مظلوم عوام کو ان کا بنیادی حق واپس دلائیں۔

شائع کردہ علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس لمبنی پردیش نول پراسی نیپال

بیسویں صدی کی جغرافیائی صورتحال

دنیا کے ساتوں براعظموں پر جزوی یا کلی طور پر یورپین (European) قابض ہو چکے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ براعظم جنوبی امریکہ، (. برازیل۔ ارجنٹائن۔ سرینام۔ چلی۔ وینزولا۔) شمالی امریکہ (کینیڈا یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ میکسکو) یورپ (اسپین پرتگال۔۔ فرانس۔ جرمنی نیدر لینڈ۔ ناروے۔ پولینڈ۔ بلغاریہ۔ اٹلی. یونان۔ سویٹزرلینڈ۔ فن لینڈ وغیرہ)، آسٹریلیا اور افریقہ کے 90 فیصد حصون پر یا تو برطانوی سامراج یا فرانسیسی سامراج حکومت کر رہے تھے۔ ایشیا میں برصغیر (موجودہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، برما)، انڈونیشیا، ملائیشیا، برونائی، فلپائن، اور نیوزی لینڈ پر بھی برطانوی، فرانسیسی، یا ہسپانوی حکومت کر رہے تھے۔ الحمد للہ اگر مضمون کے طویل ہونے کا خوف نہ ہوتا تو دنیا کے 193 ممالک کی بیسویں صدی کے اوائل میں جغرافیائی صورتحال پر قلم بند کر دیتا

2: بیسویں صدی کے اوائل کی سیاسی صورتحال:

یورپ میں برطانوی، فرانسیسی، جرمن، اور ہسپانوی حکومتیں تھیں جبکہ روس میں زارِ روس اور چین میں چینیون کی حکومتین تھیں۔ ایشیا میں خلافت عثمانیہ بشمول موجودہ (ترکی، شام، لبنان، فلسطین، اسرائیل، اردن، عراق، حجاز مقدس، یمن) حکومت کر رہے تھے۔ فارس (موجودہ ایران) میں قجرویہ یعنی اہلِ تشیع حکومت کر رہے تھے۔ مصر، سوڈان، مراکش، تیونس، الجیریا، مالی، اور برکینا فاسو پر برطانیہ اور فرانس حکومت کر رہے تھے۔ برصغیر پر بھی انگریزوں کی حکومت تھی۔ موجودہ قطر پر آلِ ثانی، بحرین پر آلِ خلیفہ، کویت پر آلِ صباح، خطۂ نجد پر آلِ سعود، اومان پر اباضیہ، اور متحدہ عرب امارات پر سات چھوٹے چھوٹے بادشاہ حکومت کر رہے تھے۔

3: بیسویں صدی کے اوئل کی مذہبی صورتحال

یورپ کے خطۂ بلقان پر جو عثمانیوں کے زیرِ نگیں تھا ان علاقوں پر سُنّی حنفی مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ باقی یورپ کے تمام ممالک میں کسی نہ کسی طرح برصغیر کے، یا افریقی ممالک کے، یا مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان آباد ہو چکے تھے۔ ان میں شیعہ اور سُنّی دونوں فریق کے لوگ تھے۔ شمالی افریقہ پر گرچہ انگریز حکومت کر رہے تھے، مگر عقیدۃً وہاں کی عوام سُنّی صوفی مالکی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ خلافتِ عثمانیہ کے زیرِ نگیں ممالک کی زیادہ تر آبادی سُنّی صوفی حنفی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ برصغیر میں شیعہ اور سُنّی برسہا برس سے آباد تھے مگر اکثریت سُنّی صوفی حنفی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ مشرقِ وسطیٰ کے اکثر بادشاہ سوائے آلِ سعود کے، انقلابِ عرب قومیت سے پہلے اکثر سُنّی صوفی مسلمان تھے۔ مگر سعودی عرب کے سیاسی دباؤ میں اگر کہیں نہ کہیں وہابیت سے مغلوب ہو چکے تھے وسطی ایشیاء (تاجکستان، ازبکستان، قرغستان، ترکمانستان، داغستان ازر بائیجان وغیرہ جو زارِ روس کے ماتحت تھے) وھاں بھی سُنّی صوفی حنفی مسلمان اکتریت میں تھے۔ اس تمہید کے بعد ان شاء اللہ آپ کو مسئلہ فلسطین سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ یون تو فلسطین خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضي الله عنه کے دور خلافت یعنی ساتویں صدی عیسوی میں ہی فتح ہو چکا تھا پھر خلافت راشدہ کے بعد دور بنوامیہ۔ بنی عباسیہ۔ سلجوقیہ کے زیر نگیین سولہویں صدی تک مختلف مسلم حکمران کے ماتحت رہا. گیارہوین اور بارہویں صدی عیسوی میں ایک صدی کے لئے یورپ کے عیسائیوں کے قبضہ میں چلا بالاخر سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں بیت المقدس فتح ھوا پھر سولہویں صدی سے بیسویں صدی کے اوائل تک یعنی تقریباً چار سو برس فلسطین عثمانیوں کے ماتحت رہا۔ اس دور میں اس پورے خطے کو شام کہا جاتا تھا (جسمین موجودہ: اسرائیل، شام، لبنان، اردن، فلسطین)۔ شامل ہیں پہلی جنگِ عظیم (1914تا1918) لڑی گئی جس میں ایک طرف خلافتِ عثمانیہ، جرمنی، ہنگری، بلغاریہ، اور آسٹریا تھے تو دوسری طرف فرانس، برطانیہ، روس، امریکہ، سربیا، اور اٹلی کی حکومتیں تھیں۔ جنگ کے اسباب پر گفتگو نہ کرتے ہوئے بات آگے بڑھاتا ہوں۔ پہلی جنگِ عظیم 1914تا1918 بڑے ان وبان سے لڑی گئی اور بالآخر جرمنی اور خلافتِ عثمانیہ کی شکست پر اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔ 16 ملین انسانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اس جنگ کے خاتمہ کے بعد۔ بندر بانٹ کا سلسلہ شروع ہوا۔ خلافتِ عثمانیہ کے خطہ شام، عراق اور خطۂ بلقان پر فاتح اقوام کا قبضہ ہو گیا۔ موجودہ فلسطین، لبنان، اردن، قطر، بحرین، اور کویت پر برطانیہ کا قبضہ، اور موجودہ شام و عراق پر فرانس کا قبضہ ہو گیا۔

جنگِ عظیم اول میں خلافتِ عثمانیہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست کے اسباب

پہلا سبب: جرمنی کے یہودیوں کی شاہِ برطانیہ سے خفیہ معاہدہ کہ اگر اس جنگ میں برطانیہ کی فتح ہوئی تو بدلے میں برطانیہ یروشلم میں ایک یہودی ریاست قائم کرنے میں یہودیوں کی مدد کرے گا۔ بدلے میں دنیا بھر کے یہودی، بالخصوص جرمنی کے یہودی، برطانیہ اور فرانس کی خوب خوب مالی مدد کرینگے۔۔

دوسرا سبب: برطانیہ کے جاسوس ہمفرے کا خطۂ عرب میں گھوم گھوم کر عرب قومیت کی تحریک بلند کرنا، اور عرب مسلمانوں کو ترک مسلمانوں کا مخالف بنانا۔ اس مخالفت میں سُنّی اور وہابی دونوں عقائد کے عرب شامل تھے۔ خطۂ نجد کے وہابی حکمران تو خلافتِ عثمانیہ کے پہلے سے ہی مخالف تھے، جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تکفیر وہابیہ دیابنہ۔ کے لیے حرمین شریفین کے علماء سے حسام الحرمین پر تقریظ لکھوانے حجاز مقدس تشریف لے گئے تھے، اس وقت مکہ اور مدینہ میں شریفِ مکہ عون الرفیق پاشا بعدہ علی بن عبداللہ بن محمد 1905 تا 1908 گورنر رہے۔ بعدہ 1908 تا 1916 حسین بن علي ہاشمی ترکون کی طرف سے حجاز مقدس گورنر تھے جو اپنے اپ کو ال رسول۔ کہتے تھے انہون نے 1917 عیسوي مین ترکوں سے عرب قومیت کے نام پر غداری۔ کی انگریزوں نے اس غداری۔ کے عوض انہیں خلیفۃ المسلمین بنانے کا لالچ دیا اور انہین حجاز و شام و عراق کا بادشاہ بنا دیا گیا کہا جاتا ہے کہ جارڈن کے موجودہ بادشاہ انہیں کی نسل سے ہیں اس لئے اس مملکت کو مملکت ھاشمیہ اردنیہ کہا جاتا ہے شریف مکہ کا حجاز اور عراق و شام پر قبضہ تو ہو گیا مگر بعد میں نجد کے وہابیون نے شریف مکہ کے زیر نگیین حجاز مقدس پر 1925 عیسوی میں چڑھائی کر کے انگریزوں کی مدد سے قبضہ کر لیا اور لاکھوں سنی علماء کو یا تو تختہ دار پر لٹکا دیا یا تو شہید کر دیا۔ اس وقت حجاز کے باغی بادشاہ حسین بن علي ہاشمی کے بیٹے علی بن حسین ھاشمی حجاز مقدس کے بادشاہ تھے. عراق و شام پر برطانیہ اور فرانس نے قبضہ کر لیا اور جارڈن کا چھوٹا سا علاقہ انکے اولاد کو دے دیا گیا۔ ناخدا ہی ملا نہ وصالِ صنم۔ نا ادھر کے ہوئے نا ادھر کے ہوئے۔

تیسرا سبب: آلِ سعود اور آلِ شیخ کا انگریزوں سے مل کر سُنّیوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنا اور دولتِ قجریویہ ایران کا ترکوں کے ساتھ غداریاں کرتے رہنا۔ وغیرہ پہلی جنگ عظیم میں خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ تو ہو گیا۔ مگر اس امداد کے بدلے جو یہودیوں نے برطانیہ کے ساتھ کیا تھا۔ 2 نومبر 1917 کو اس وقت کے برطانوی وزیر خارجہ آرتھر بالفور (Arthur Balfour) نے اعلامیہ بالفور جاری کرتے ہوئے پوری دنیا کے یہودیوں کو فلسطین میں آکر آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ یہ اعلامیہ لارڈ والٹر روتھشیلڈ (Lord Walter Rothschild) کو دیا گیا جو یہودیوں کا لیڈر تھا۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد مسلمانوں کا سیاسی، معاشی، سماجی مذہبی دیوالیہ ہو گیا۔ خانقاہیں ضربِ حیدری سے محروم ہو چکی تھیں جذبہ جہاد سرد ہو چکا تھا۔ عجمی تصوف غالب ہو چکا تھا۔ جیسے آج برصغیر کے اکثر خانقاہون مین ہے رہ گئی رسمِ اذان، روحِ بلالی نہ رہی، فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی۔

دوسری جنگِ عظیم (1939 تا 1945) آتے آتے فلسطین میں یہودیوں کی اچھی خاصی آبادی ہو گئی۔ دوسری جنگِ عظیم میں ایک طرف جرمنی، ہنگری، اٹلی، جاپان، اور بلغاریہ تھے تو دوسری طرف برطانیہ، امریکہ، روس، چین، فرانس، کینیڈا، برازیل، آسٹریلیا، برٹش انڈیا، پولینڈ اور ناروے تھے۔ دوسری جنگِ عظیم میں جرمنی کے یہودیوں نے جرمنی سے غداری کر کے برطانیہ کا ساتھ دیا جب ہٹلر کو اس غداری کا علم ہوا تو اس نے جرمنی اور پورے یورپ کے 6,000,000 (ساٹھ لاکھ) یہودیوں کو نذر آتش کر دیا اور 20,000 (بیس ہزار) یہودیوں کو زندہ چھوڑ دیا، یہ کہتے ہوئے کہ آگے دنیا دیکھے گی کہ ہٹلر نے انہیں کیوں مارا تھا ہٹلر اس وقت جرمن کا چانسلر تھا۔ یہود یوں کے اوپر یہ کہاوت صادق آتی ہے :، جس پتّری میں کھاؤ وہی چھید و کرو۔ جس کا مطلب ہے کہ جس برتن میں کھاؤ اسی میں سوراخ کرو)۔ یہ یہودیوں کی فطرت ہے قرآن مجید کے سورۃ البقرہ میں انکی اسي خباثت کو اللہ نے

اشکارا فرما دیا ہے دوسری جنگ عظیم کی خونریزی کو دیکھتے ہوئے کہ دنیا میں پھر جنگ نہ ہو 26 جون 1945 کو امریکہ کے شہر نیویارک میں اقوام متحدہ کی۔ بنیاد ڈالی گئی۔ بیسویں صدی کو مسلمانوں کے زوال کی صدی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ مسلمان پوری دنیا میں واسطہ یا بالواسطہ انگریزوں کے غلام بن گئے تھے خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ برصغیر انگریزوں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ دنیا کے اکثر حصوں پر عیسائی قابض ہو چکے تھے 14 مئی 1948 کو یہودیوں نے برطانیہ کی مدد سے مسلمانوں کی مقدس سرزمین فلسطین پر اسرائیل نامی ملک قائم کر لیا جو اب تک قائم ہے اور فلسطین مسلمانوں کی بے بسی کا اب تک۔ رونا رو رہا ہے۔ فلسطین وہ قدیم شہر ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ فلسطین کی اسی سرزمین پر مسجد حرام کے بعد روئے زمین پر قائم۔ ہونے والی۔ دوسری مسجد مسجد اقصی ہے۔ یہ وہی سرزمین ہے جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبل از ہجرت معراج پر تشریف لے گئے اور آدم تا عیسیٰ علیہم السلام تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ اس سرزمین کو ہزاروں انبیاء کے مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اسی سرزمین پر قبۃ الصخرۃ بھی ہے، یہ وہ پتھر ہے جس سے معراج کی رات آپ کے براق کو باندھا گیا۔ اس طرح اس زمین پر ملت اسلامیہ کے ہزاروں علماء و صلحاء پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی، علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ۔ فلسطین جیسے مقدس شہر پر غاصب صیہونی 77 برس سے قابض ہیں اور الفتح کے نام سے محمود عباس کی ایک۔ سیاسی پارٹی ہے جسکے زیر قیادت ایک عبوری حکومت قائم ہے۔ آج صرف ہماری تحریروں اور تقریروں میں خالد بن ولید، طارق بن زیاد، سلطان صلاح الدین ایوبی کا تذکرہ باقی رہ گیا ہے۔ مسلم حکمرانوں کی غیرت ایمانی کا جنازہ نکل چکا ہے قومی مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ مسلم ممالک میں اپسی اتحاد و اتفاق کا فقدان ہو چکا ہے۔ پوری دنیا میں کہیں بھی خلافت کا نظام۔ نہیں۔ یہود و نصاریٰ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں۔ مگر ہائے افسوس، آج مسلمان نصِ صریح کی مخالفت کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ سے دوستی کیے ہوئے ہیں اور اپنے مسلمان حکمرانوں سے نفرت و عداوت۔ ہے کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں۔

محقق عصر حضرت علامہ مفتی عبدالحکیم صاحب نوری کی تالیف "حدیث پاک کی خوشبو"

قارئین کرام--------

الحمد للہ! دنیائے اسلام میں علمِ حدیث کی خوشبو ہمیشہ سے قلوب و اذہان کو معطر کرتی رہی ہے۔ قرآنِ مجید کے بعد نبی کریم ﷺ کے فرامینِ عالیہ وہ سرچشمہ ہدایت ہیں جن سے ہر دور میں انسانیت کو روشنی نصیب ہوئی ہے۔ انہی آفاقی تعلیمات کو عام کرنے اور طلبۂ علوم و عوام الناس کے لیے آسان و دلنشین اسلوب میں پیش کرنے کے لیے ہمارے عہد کے عظیم محقق و صاحبِ تصانیف کثیرہ، استاذ العلماء، عم مکرم حضرت علامہ مفتی عبدالحکیم صاحب قبلہ نوری مصباحی مدظلہ العالی نے اپنی مایہ ناز کتاب "حدیث پاک کی خوشبو" ابھی حال ہی میں تصنیف فرمائی ہے۔

یہ کتاب نہ صرف احادیثِ مبارکہ کا حسین گل دستہ ہے، بلکہ اخلاقی، اصلاحی اور معاشرتی دروس کی عکاسی بھی کرتی ہے۔ سادہ اور جاذب نظر اسلوب، دل میں اتر جانے والی عبارتیں اور احادیث کے ساتھ مختصر و جامع تشریحات اس کتاب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ہر حدیث قاری کو نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی خوشبو سے معطر کرتی ہے اور اس کے قلب و روح میں ایمان کی تازگی و نکھار پیدا کرتی ہے۔ کتاب کی فہرست پر ایک نگاہ ڈالنے سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ مؤلف نے کس حکمت اور باریک بینی سے موضوعات کا انتخاب فرمایا ہے۔ اخلاقِ نبوی، قرض کی ادائیگی، فیاضی کی برکت، سچ کی فضیلت، جھوٹ کی مذمت، توکل، صبر، غصہ پر قابو، و

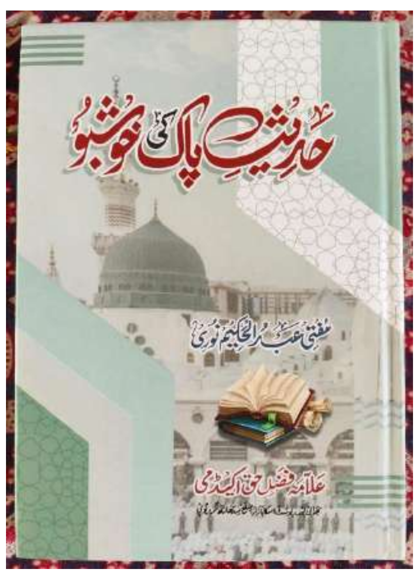

نکاح کی ضرورت اہمیت جیسے موضوعات نہ صرف عصری تقاضوں کے مطابق ہیں بلکہ ہر قاری کے لیے عملی زندگی کے رہنما اصول بھی فراہم کرتے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی عبدالحکیم صاحب قبلہ نوری مصباحی مدظلہ العالی ہمارے عہد کے ان ممتاز علما میں سے ہیں، جن کی ذات علمی جلالت، فکری گہرائی اور تحقیقی بصیرت کا حسین امتزاج ہے۔

آپ نے ناسازیٔ طبع کے باوجود درجنوں اہم موضوعات پر بیش قیمت تصانیف تحریر فرمائی ہیں، جن میں تاج الفحول حیات و خدمات، جلوۂ صابر، نکاح و طلاق کی شرعی حیثیت، وسیلہ و شفاعت قرآن و حدیث کے تناظر میں، داعی اسلام قطب المدار، سیرت امام اعظم، امام احمد رضا کے تجدیدی کارنامے، غیر مقلدین کے سوالوں کے دنداں شکن جواب، بدمذہبوں کے سوالوں کا تحقیقی جواب، تین ہم عصر اولیاء کرام اور سوانح مخدوم ملت سید عظیم الدین وارثی جیسی شاہکار تصانیف شامل ہیں۔ ہر کتاب اپنی جگہ ایک علمی سرمایہ اور امت کے لیے قیمتی رہنما ہے۔ فقیر کی خوش نصیبی ہے کہ زمانۂ طالب علمی میں جب آپ بدایوں شریف سے ماہنامہ تاجالفحول کی ادارت فرماتے تھے، تو کئی بار فقیر کو اپنے پاس بلا کر اداریہ یا کوئی اہم مضمون املا کرواتے، اور فقیر کو آپ کے دیگر مضامین کے املا نویسی کا بھی شرف حاصل ہوتا۔ اسی برکت کی وجہ سے آج فقیر کو جو تھوڑی بہت قلمی شدھ بدھ حاصل ہے، اس میں آپ کے مضامین کے املا کا بھی وافر حصہ شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و قلم میں مزید برکت عطا فرمائے، آپ کی عمر و صحت اور افکار کو دینِ متین کی خدمت کے لیے دراز فرمائے، اور اس کتاب "حدیث پاک کی خوشبو" کو عامۃ المسلمین کے لیے ذریعہ ہدایت و خیر و برکت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین (ﷺ)

محمد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوار مصطفیٰ

I_LOVE_MUHAMMAD ﷺ

محبتِ رسول ﷺ ہر مسلمان کی جان کا سرمایہ اور ایمان کی اصل بنیاد ہے۔ یہ وہ مقدس رشتہ ہے جس کے بغیر نہ ایمان مکمل ہوتا ہے اور نہ زندگی میں سکون نصیب ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی محبت کے بغیر ایمان کا تصور ادھورا ہے۔ جو دل مصطفی ﷺ کی الفت سے خالی ہو وہ دل مردہ ہے۔ قرآن نے صاف الفاظ میں اعلان کیا کہ نبی کریم ﷺ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی تعلق اور محبت ممکن ہی نہیں۔ نبی رحمت ﷺ کی محبت ہی وہ چراغ ہے جو دلوں کے اندھیروں کو دور کرتا ہے۔ یہ محبت امید رحمت اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ اگر آج امت مسلمہ حضور ﷺ کے سچے عاشق بن جائے تو نہ صرف ہمارے دلوں میں روشنی ہوگی بلکہ ہماری قوم کی تقدیر بھی سنور جائے گی۔

اے میری قوم!

محبتِ رسول ﷺ کا دعویٰ زبان سے کرنا آسان ہے مگر اس محبت کو عمل میں ڈھالنا اصل امتحان ہے۔ اگر ہم واقعی "I_LOVE_MUHAMMAD#ﷺ" کہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ حضور ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ سچائی دیانت اور انصاف کو اپنائیں۔ دین کی خدمت اور اسلام کے پیغام کو عام کرنے میں اپنی توانائیاں صرف کریں محبت یہ نہیں کہ ہم صرف نعرے لگائیں بلکہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو مصطفوی بنائیں۔ سچ یہ ہے کہ جب قوم کا ہر فرد حضور ﷺ کے اخلاق کو اپنا لے تو یہ امت دوبارہ عروج حاصل کر سکتی ہے۔

نتیجہ یہ کہ "I_LOVE_MUHAMMAD#ﷺ"

ایک نعرہ نہیں بلکہ ایک وعدہ ہے۔ کہ ہم اپنی جان مال اور زندگی سب کچھ حضور ﷺ کی محبت اور دین کی خدمت کے لیے قربان کریں گے۔

آیئے! ہم سب مل کر حضور ﷺ کی محبت میں اپنے کردار اور عمل کو ڈھالیں تاکہ دنیا دیکھے کہ امتِ محمدیہ ﷺ آج بھی زندہ ہے اور اپنی روشن پہچان کے ساتھ دنیا کو امن محبت اور ہدایت عطا کر رہی ہے۔

آصف جمیل امجدی
صحافی: روزنامہ شان سدھارتھ
۲۶/ربیع النور ۱۴۴۷ھ

نیپال میں دوبارہ بادشاہی حکومت کا قیام: مسلمانوں کے لئے مفید یا مضر؟

محمد عبدالسلام امجدی برکاتی

نیپال ایک ایسا ملک ہے جو اپنی جغرافیائی تنوع، تاریخی ورثے اور ثقافتی کثرت کی وجہ سے دنیا میں منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہ بدھ مت کے بانی کی جائے پیدائش ہونے کے ناطے عالمی روحانیت کا مرکز ہے اور ساتھ ہی اپنی سخت جان فوجی تاریخ اور کبھی نوآبادیاتی تسلط میں نہ آنے کے باعث جنوبی ایشیا کی سیاست میں ایک انوکھا مقام رکھتا ہے۔ اسی سرزمین پر حضرت مسکین شاہ کشمیری، حضرت سید غیاث الدین کشمیری اور اولیائے روضہ شریف جیسے عظیم روحانی بزرگان دین بھی جلوہ افروز ہوئے جنہوں نے نیپال میں اسلام اور روحانیت کے چراغ کو روشن کیا۔ ان کی تعلیمات، اخلاق اور خدمات نے مقامی سماج پر گہرا اثر ڈالا اور لوگوں کے دلوں کو امن و سکون بخشا۔ ان نفوس قدسیہ کے مبارک وجود کی برکت سے یہاں کا ماحول محبت، رواداری اور اخوت سے منور ہوا۔ ان مشائخ کا نیپالی بادشاہوں کے ساتھ بھی گہرا تعلق رہا، جو نہ صرف ان کے احترام کے قائل تھے بلکہ مختلف مواقع پر ان کی رہنمائی اور دعاؤں سے فیضیاب بھی ہوتے رہے۔ اس طرح روحانیت اور حکمرانی کا یہ حسین امتزاج نیپال کی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

نیپال کی وادیوں میں وقت کے ساتھ کئی تبدیلیاں آئیں، مگر بادشاہت اور جمہوریت کی کشمکش ہمیشہ ملک کی روح میں گونجتی رہی۔ ہر سنگ میل پر تاریخ نے ہمیں سبق دیا کہ طاقت کے محور بدلنے سے قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے، اور اقلیتوں، خاص طور پر مسلمانوں کی بقا اور ترقی کی راہیں متاثر ہو سکتی ہیں۔

آج جب دوبارہ بادشاہت کے قیام کی باتیں سنائی دے رہی ہیں، تو ہمیں صرف تاریخی حقائق یاد رکھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ مستقبل کے لیے محتاط اور سمجھدار فیصلے کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ لمحہ غور و فکر، حکمت اور پرامن حکمت عملی کا ہے تاکہ وہ نہ صرف اپنے حقوق کی حفاظت کریں بلکہ ملک میں امن اور ہم آہنگی کا بھی ستون بن سکیں۔

مسلمانوں کی سیاسی و سماجی حیثیت:

نیپال میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً 4–5 فیصد ہے، اور وہ زیادہ تر ترائی کے علاقوں میں آباد ہیں۔ تاریخی طور پر مسلمانوں نے تجارتی، تعلیمی اور سماجی شعبوں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، مگر سیاسی میدان میں اکثر محدود رہ گئے۔ 2007 کے شاہی مخالف مظاہروں اور حالیہ احتجاجات میں مسلمانوں کی کم شرکت نے کمیونٹی کی سیاسی کمزوری کو ظاہر کیا۔

مسلمان رہنماؤں کی ذمہ داری:

تاریخ گواہ ہے کہ نیپال میں مسلمانوں کی سیاسی اور سماجی بقا ہمیشہ ان کے رہنماؤں کی دور اندیشی پر منحصر رہی ہے۔ 1951ء کی پہلی جمہوری تحریک ہو یا 1990ء کی دوسری بڑی عوامی بیداری، دونوں مواقع پر مسلمانوں کے رہنماؤں نے کمیونٹی کو پیچھے نہیں رہنے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج نیپال کا مسلمان اپنے چھوٹے عددی تناسب کے باوجود قومی منظرنامے میں اپنی شناخت رکھتا ہے۔ آج بھی مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ:

سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیں:

تاریخی تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی اور نسلی اختلافات اکثر کمیونٹی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مثال کے طور پر 1970–1980 کی دہائی میں مذہبی منافرت کے واقعات نے مسلمانوں کو سیاسی اور سماجی طور پر کمزور کیا۔ آج مسلمانوں کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے اور دیگر کمیونٹیز کے درمیان تعلقات کو مضبوط رکھیں، اختلافات کو پرامن طریقے سے حل کریں، اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیں۔ یہ رویہ نہ صرف کمیونٹی کے تحفظ کا ضامن ہے بلکہ ملک میں مثبت اور تعمیری شمولیت کے دروازے بھی کھولتا ہے۔

سیاسی شعور پیدا کریں:

نیپال جیسے کثیر النسلی اور کثیر المذہبی ملک میں ہر کمیونٹی کی بقا اور ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ اس کے افراد میں کتنا سیاسی شعور پایا جاتا ہے۔ سیاسی شعور کا مطلب صرف سیاست پر بات کرنا نہیں بلکہ ملکی حالات کو سمجھنا، تبدیلیوں کا تجزیہ کرنا اور اپنی برادری کے مفاد کو بڑے قومی مفاد سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

رہنماؤں کو جوابدہ بنائیں:

مذہبی اور سیاسی رہنما جو عوام کی نمائندگی کے دعویدار ہیں، ان پر سب سے بڑی ذمہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ وہ شفافیت، دیانت داری اور عملی حکمتِ عملی کے ساتھ اپنی قوم کی رہنمائی کریں۔ اگر وہ ذاتی مفاد، خاندانی وابستگی یا ذاتی شہرت کے اسیر بن جائیں تو کمیونٹی کا نقصان ناگزیر ہے۔ ایسے میں ضروری ہے کہ وہ اپنی سرخیلی و بادعائے خویش و وابستگان کا حق صحیح معنوں میں ادا کریں، اپنی ذمہ داریوں کا شعور بیدار کریں اور اجتماعی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیں۔ یہی طرزِ عمل مسلمانوں کے لیے نہ صرف تحفظ کا ذریعہ بن سکتا ہے بلکہ انہیں نیپال کی بدلتی ہوئی سیاست میں ایک مؤثر کردار بھی عطا کر سکتا ہے۔

بادشاہت کے تاریخی فوائد اور نقصانات:

بعض اوقات جہاں مضبوط بادشاہت نے نیپال میں سیاسی انتشار کو کم کیا اور مرکزی حکومت کی مضبوطی یقینی بنائی، وہیں

تاریخی تجربہ یہ بتاتا ہے کہ بادشاہت نے اکثر ہندو اکثریت کے مفادات کو ترجیح دی اور اقلیتوں، خصوصاً مسلمانوں کی ترقی محدود کی۔

2001 کا شاہی قتل اور بعد کے سیاسی بحران نے دکھایا کہ بادشاہت میں استحکام کے دعوے کے باوجود کشمکش اور تشدد کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے موجودہ احتجاجات میں شدت پسند ہندو قوم پرستی کے نعرے مسلمانوں کے لیے خطرہ ہیں، اور بادشاہت کے قیام سے یہ خطرہ مزید بڑھ سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تاریخی حقائق اور موجودہ حالات کے تجزیے سے واضح ہے کہ نیپال میں دوبارہ بادشاہت مسلمانوں کے لیے زیادہ مضر ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض حالات میں نظم و ضبط قائم ہو سکتا ہے، مگر کمیونٹی کی سیاسی آزادی، سماجی حقوق، اور تحفظ کا خطرہ غالب رہے گا۔ اور اس وقت جو حالات ملک میں بطور خاص ترائی میں ہیں اس تناظر میں بادشاہی حکومت مسلمانوں کے لئے مستقبل قریب میں نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔

مسلمان نیپالی باشندوں کے لیے بہترین حکمت عملی یہی ہے کہ وہ جمہوری نظام کی حمایت کریں، تعلیم و شعور کو فروغ دیں، پرامن مکالمے کے ذریعے اپنے حقوق کی حفاظت کریں اور آپسی اتحاد بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔ لیکن جو آپسی انتشار و ناچاقیاں اس وقت مسلمانوں میں ہیں اگر یہی حال رہا تو پھر پرامن و خیر آور مستقبل کی امید نہ رکھیں۔

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ
14/ستمبر 2025

سرکار سرکانہی ولایت کے آفتاب تھے، مولانا ناز مصباحی

مظفرپور، پریس ریلیز،

قطب المشائخ غوث زماں حضور سیدنا سرکار محمد تیغ علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے 69واں عرس تیغی کے موقع پر کانٹی جامع مسجد نگر پریشر شیوہر روڈ مظفرپور میں بعد نماز عصر ایک پروگرام رکھا گیا جس میں خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد علی اکبر ناز مصباحی صدر المدرسین مدرسہ تیغیہ ایوبیہ انوار العلوم ہرچندہ مظفرپور نے کہا کہ سرکار سرکانہی ولایت کے آفتاب تھے بچپن ہی میں آپ کے اندر ایسے اوصاف نمایاں تھے جو آپ کی ولایت کی طرف اشارہ کرتے ہیں آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب میں رات کو بیدار ہوتی تو میں دیکھتی کہ میرا بچہ اٹھ کر میرے پاؤں کو چوم رہا ہے اور ہاتھ اپنے چہرے پر مل رہا ہے اور کبھی کبھی گھر کے کسی کونے میں دوزانو بیٹھ کر اللہ اللہ کے ذکر کرتا یہ وہ آثار تھے جو اس بات کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ یہ بچہ آنے والے وقت میں روحانیت میں یکتائے روزگار ہوگا، جبکہ کانٹی جامع مسجد کے خطیب و امام حضرت مولانا امیر الدین رضوی نے کہا کہ سیدنا سرکار تیغ علی رحمتہ اللہ علیہ 1300 ہجری میں موضع گوریارہ پوسٹ قابل پور ضلع مظفرپور میں پیدا ہوئے علوم ظاہری و باطنی سے سرفراز ہونے کے بعد جب آپ نے سرکانہی شریف میں قیام فرمایا اور اس علاقے کی غربت دیکھی تو آپ نے لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ ٹائر کا کاروبار کرو چنانچہ آپ کے فرمان پر جب لوگوں نے عمل کیا تو اس کا نتیجہ دیکھیے آج الحمدللہ مظفرپور ویشالی کولکاتہ الہ آباد جہاں بھی چلے جائیں تو ٹائر والے اکثر حضرات اسی علاقے کے ملیں گے اور وہ سب خوشحال نظر آئیں گے یہ سب سرکار سرکانہی کا فیضان ہے جو ہر جگہ جھوم جھوم کر برستا ہے، جبکہ مولانا غلام ربانی مصباحی نوری محلہ پریہار نے کہا کہ جس طرح جسم کی سلامتی کے لیے ڈاکٹر سے رابطہ رکھنا ضروری ہے اسی طرح ایمان کی حفاظت اور اس میں تازگی کے لیے بزرگان دین کی چوکھٹ سے وابستہ رہنا ضروری ہے الحمدللہ میں ہر سال عرس سرکار سرکانہی میں شرکت کرتا ہوں اور فائدہ پاتا ہوں اور وہیں مولانا محمد اشفاق مصباحی سیتامڑھی نے کہا کہ سرکار تیغ علی کا وہ آستانہ ہے جہاں سے کوئی خالی ہاتھ محروم نہیں جاتا عرس ہو یا غیر عرس ہو دیوانوں کا تانتا لگا رہتا ہے لوگ آتے ہیں اور دامن مراد کو بھر کر چلے جاتے ہیں فیضان تیغی برستا رہتا ہے ایسے ولی کامل کی بارگاہ سے فیض حاصل کرنے کا موقع ہمیں ملا ہے لہذا خوب فائدہ اٹھائیں عرس کے موقع پر اولیاء کرام کا فیضان عام ہو جاتا ہے اسی لیے مخلوق خدا کا اژدہام نظر آتا ہے اسی لیے ہمیں بزرگوں کے عرس میں شرکت کرنی چاہیے البتہ عرس میلہ کی شکل نہ لے لے اور مقصد اصلی کہیں فوت نہ ہو جائے اس کا بھی ہمیں خیال رکھنا چاہیے عورتوں کے جانے پر عملی طور پر پابندی لگانی چاہیے صرف ممانعت کا اعلان شائع کر کے ہم بری الزمہ نہیں ہو سکتے نشست میں محمد اصغر علی کانٹی مظفرپور، محمد اعجاز علی کانٹی تیواری ٹولہ، محمد اکبر سماجی کارکن بھٹولیہ نیپال، عبدالرحمن بھٹولیہ نیپال، محمد قلم حسین نیپال وغیرہ شریک تھے

رپورٹ ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

علم کے چراغ اور ہماری بے حسی

ازانیس الرحمن حنفی رضوی
بہرائچ شریف

دنیا کی ہر مہذب قوم اپنے معماروں کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ ترقی کی عمارتیں صرف اینٹ اور پتھر سے نہیں بنتیں بلکہ کردار، علم اور شعور کی بنیاد پر کھڑی ہوتی ہیں۔ مگر یہ شعور کسی کتاب یا دیوار سے نہیں آتا، یہ اس ہستی کے لمس سے جنم لیتا ہے جسے ہم "استاد" کہتے ہیں۔

استاد وہ چراغ ہے جو خود جل کر دوسروں کے لیے روشنی بکھیرتا ہے۔ لیکن جب قوم اس چراغ کی روشنی کو محض ایک عام سہولت سمجھ لے اور اس کی حرمت بھول جائے، تب علم کے باغ مرجھا جاتے ہیں، کردار کی زمین بنجر ہو جاتی ہے اور نسلیں بے سمت بھٹکنے لگتی ہیں۔

آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جہاں مدرسے اور تعلیمی ادارے تو ہیں مگر وہ نور، وہ حرارت اور وہ روح باقی نہیں رہی جو کبھی ان کا خاصہ تھی۔ بظاہر عالی شان عمارتیں اور وسیع کلاس روم ہیں، مگر دل چھوٹے اور ضمیریں مردہ ہیں۔ یہی وہ لمحہ ہے جب ہمیں ٹھہر کر سوچنا چاہیے کہ آخر کہاں غلطی ہوئی ہے۔

مدرسہ: عمارت نہیں، ایک روح

مدرسہ محض چار دیواری اور کتابوں کا مجموعہ نہیں ہوتا؛ یہ ایک روحانی، فکری اور اخلاقی نظام کا مرکز ہوتا ہے۔ جب تک اس میں اخلاص، خشوع اور استاذ کا احترام شامل رہتا ہے، یہ ادارے امت کے لیے ستون بنتے ہیں۔

مگر جب اساتذہ کے دل زخمی ہوں، جب ان کی قربانیوں کو نظر انداز کیا جائے، اور جب ان کی محنت کی قدر نہ ہو تو یہ ادارے اپنی روشنی کھو بیٹھتے ہیں۔

پہلے انہی سادہ چٹائیوں والے کمروں سے ایسے انسان تیار ہوتے تھے جو علم و عمل میں بھی کامل اور کردار میں بھی عظیم ہوتے تھے۔ آج سہولتیں زیادہ ہیں، لیکن وہ روحانی قوت اور اخلاقی روشنی عنقا ہے۔

استاد: روشنی کا امین

استاد صرف علم نہیں دیتا، وہ اخلاق، کردار اور شعور کی آبیاری کرتا ہے۔ وہ بچوں کو الفاظ نہیں سکھاتا بلکہ ان کے اندر سوچنے کا حوصلہ، زندگی کا وقار اور انسانیت کا احترام پیدا کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج کا استاد اپنی عظمت کھو چکا نہیں بلکہ ہم نے چھین لی ہے۔ ہمیں ابھی فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم علم کی روشنی چاہتے ہیں یا صرف عمارتوں کی چمک دمک؟ اگر روشنی عزیز ہے تو چراغ جلانے والوں کو عزت دینی ہوگی۔

ہم نے استاد کو "نوکر" اور "خادم" سمجھ لیا، جبکہ حقیقت میں وہ "رہبر" اور "معمار" ہے۔ جب استاد کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں تو سمجھ لیجیے علم زخمی ہے، شعور ماتم کر رہا ہے اور آنے والی نسلوں کے مستقبل پر بادل منڈلا رہے ہیں۔

اساتذہ کی بے قدری اور اس کے اثرات

آج کتنے ایسے اساتذہ ہیں جو گھر جا کر اپنے بچوں کے سامنے مسکراتے ہیں مگر دل ہی

دل میں محرومیوں کے بوجھ سے دبے رہتے ہیں۔ تاخیر سے تنخواہیں، معاشرتی بے حسی اور ادارہ جاتی ناقدری ان کے وجود کو توڑ رہی ہے۔ یہ صرف مالی محرومی نہیں بلکہ عزت اور وقار کے چھن جانے کا دکھ ہے جو ان کی آنکھوں میں مستقل نمی بن کر رہ گیا ہے۔

جب ایک استاد کو اس کے مقام سے نیچے دھکیل دیا جاتا ہے تو یہ دراصل پوری قوم کے مستقبل کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

کیونکہ قومیں استاد کے اخلاص اور قربانیوں پر بنتی ہیں، اور جب یہی بنیاد کمزور ہو تو عمارت کب تک قائم رہ سکتی ہے؟

روشن مستقبل کا واحد راستہ

ہمیں یہ حقیقت سمجھنی ہوگی کہ اگر ہم نے اپنے اساتذہ کی عزت نہ کی تو وہ وقت دور نہیں جب ہمارے ادارے تو قائم ہوں گے مگر کردار مر جائے گا، علم ہوگا مگر ہدایت نہیں ہوگی، طلبہ ہوں گے مگر ان کے دلوں میں حیاء اور وقار نہ ہوگا۔

آیئے! ہم سب آج ایک اجتماعی عہد کریں کہ ہم استاد کو محض الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے عزت دیں گے۔ ہم ان کے حقوق، ان کی ضروریات اور ان کی عزتِ نفس کا تحفظ کریں گے۔

ہم یاد رکھیں گے کہ استاد ہماری اجتماعی پہچان کا ستون ہے، جسے گرنے دینا دراصل اپنی نسلوں کو اندھیروں میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔

اے اللہ! ہمارے اساتذہ کو عزت، سکون اور کشادگیٔ رزق عطا فرما۔ اے رب! ان کے دلوں کو روشن کر، ان کی قربانیوں کو قبول کر اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی قدر کر سکیں۔

یااللہ! ہمارے ان تمام اساتذہ کی قبروں کو نور سے بھر دے جنہوں نے ہمیں دین، کردار اور اخلاق سکھایا اور ہمیں علم کی روشنی دی۔

قوم کی تعمیر کے لیے ادارے اور نصاب سے زیادہ اہم استاد کی عزت اور وقار ہے۔ جب تک ہم اساتذہ کو ان کے اصل مقام پر واپس نہیں لائیں گے، نہ ہمارے مدرسے روشن ہوں گے نہ معاشرہ سنورے گا۔

یہی وہ لمحہ ہے کہ ہم جاگ جائیں، اساتذہ کی قربانیوں کو یاد کریں اور ان کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ آنے والی نسلیں روشنی اور کردار کے ساتھ آگے بڑھ سکیں

استاذ و ناظم تعلیمات جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول سوار ضلع رامپور یوپی

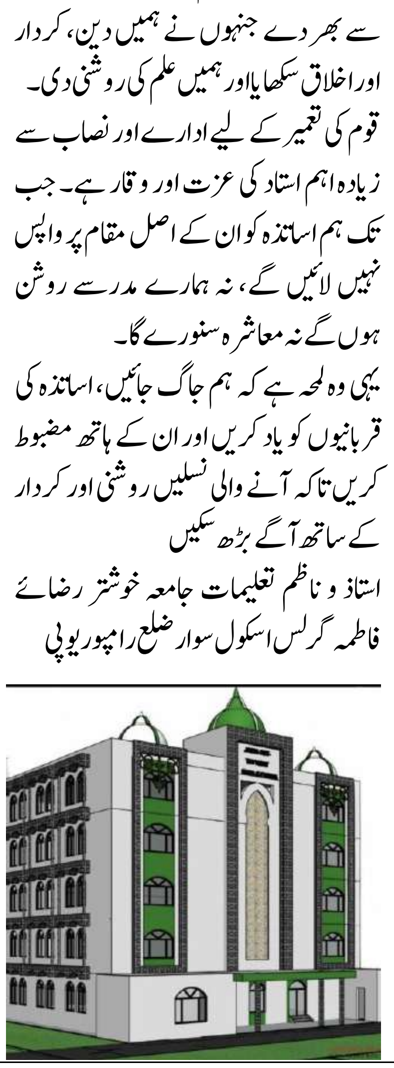

قازان میں بین الاقوامی مصحف انٹر نیشنل کانفرنس

قازان (خصوصی نامہ نگار):
23 ستمبر 2025 کو شہر قازان جمہوریہ تتارستان میں "مرکز الأبحاث والدراسات للقرآن الكريم والسنة المطهرة" کے زیر اہتمام اور جمہوریہ تتارستان کے ادارہ روحیہ کے تعاون سے گیارہواں بین الاقوامی اسلامی علوم کانفرنس کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

کانفرنس کا عنوان ''ماضی اور حال میں قرآن کریم کی تفسیر'' رکھا گیا تھا، جس میں دنیا کے مختلف ممالک سے ممتاز ڈاکٹرز، پروفیسرز، علما، محققین اور ماہرین نے شرکت کی۔ شرکائے کانفرنس نے قرآن کریم کی تفسیری روایت، مفسرین کے علمی کارناموں اور عصرِ حاضر میں قرآنی فہم کی اہمیت پر اپنے تحقیقی مقالات پیش کیے۔

جن میں خصوصی طور پر پروفیسر ڈاکٹر غادم قدوری عراق نے شرکت فرمائی قرآنیات پر انکی گہری نظر ہے عالمی سطح پر مصحف شریف کے آئیکون سمجھے جاتے ہیں موصوف کو تاتارستان گورنمنٹ کی طرف سے توصیفی سند بھی دیا گیا ہے نیز قطر سے پروفیسر ڈاکٹر خالد شکری صاحب کلیہ علوم اسلامیہ کے پروفیسر نے شرکت فرمائی مغرب سے ڈاکٹر شیخ عطفاوی صاحب نے شرکت کی سلطنت عمان سے ڈاکٹر وائلی نے شرکت کی اس کے علاوہ مختلف ممالک سے اسلامک اسکالرز نے شرکت فرمائی ہندوستان سے نمائندگی کے طور پر نیز بلغار اسلامی اکیڈمی کی طرف سے عالمی اسلامی اسکالر ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی نے شرکت فرمائی آپ کی شرکت دو نوعیت سے رہی پہلی یہ کہ اس پروگرام میں قازان ویسی کی طرف سے نیابت کرتے ہوئے ترحیبی کلمات پیش کیے
دوسری میں آپ نے اپنا مقالہ پیش فرمایا آپ کے مقالہ کا عنوان تھا *"المدارس التفسيرية عند علماء الهنود إطلالة على العلاقات و المناهج"* جس کا خلاصہ پیش کیا گیا
کانفرنس کی ایک نشست ''قرآن کریم کی تزئین و آرائش'' کے موضوع پر بھی منعقد ہوئی، جس میں ماہرین نے فنِ خطاطی اور قرآنی نسخوں کی تزئینی روایت پر روشنی ڈالی۔ مقررین نے زور دیا کہ عصرِ حاضر میں قرآن کی خدمت اور تفسیر کو جدید تحقیقی اسالیب اور ابلاغی ذرائع سے ہم آہنگ کرنا وقت کی ضرورت ہے۔
اختتام پر منتظمین نے اعلان کیا کہ اس طرح کے علمی و تحقیقی منصوبوں کو مزید فروغ دیا جائے گا تاکہ قرآن کریم کے پیغامِ ہدایت کو دنیا بھر میں زیادہ مؤثر انداز میں عام کیا جا سکے۔
رپورٹ: توصیف رضا علیمی، فاؤنڈر انٹر نیشنل اسکالر ایسو سیشن، ترکی

اسلامی ممالک اور امریکہ کا 'غزہ تعمیر نو' کا جامع منصوبہ تیار کرنے کا عزم

(ایجنسیاں)
سعودی عرب، امریکہ، قطر، متحدہ عرب امارات، اردن، مصر، ترکی، انڈونیشیا اور پاکستان نے غزہ کی تعمیر نو کے لیے ایک جامع منصوبہ تیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ یہ وہ منصوبہ ہو جو عرب ممالک اور اسلامی تعاون تنظیم کے منصوبے کے ساتھ ساتھ سکیورٹی انتظامات پر بھی مبنی ہو اور فلسطینی قیادت کی حمایت کے لیے بین الاقوامی مدد کے ساتھ ہو۔ ان 9 ملکوں کے رہنماؤں نے منصوبوں کی کامیابی اور غزہ میں فلسطینیوں کی زندگیوں کی تعمیر نو کو یقینی بنانے کے لیے مل کر کام کرنے کے اپنے عزم کا بھی اظہار کیا۔

یہ امریکہ اور آٹھ اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے رہنماؤں کے درمیان ایک کثیر جہتی سربراہی اجلاس کے دوران ہوا۔ اجلاس اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 80 ویں سیشن کے کے موقع پر اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے اقدام پر منعقد ہوا اور اس کی مشترکہ میزبانی قطر کے امیر شیخ تمیم،

اردن کے بادشاہ عبداللہ دوم، ترکیہ کے صدر رجب طیب ایردوگان، انڈونیشیا کے صدر پرابوو سوبیانتو، پاکستان کے وزیراعظم شہباز شریف، مصر کے وزیراعظم مصطفیٰ مدبولی، متحدہ عرب امارات کے نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ عبداللہ بن زاید اور سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان نے کی۔
اجلاس میں شریک عرب ممالک اور اسلامی تعاون تنظیم کے رہنماؤں نے اس اجلاس کی دعوت دینے پر صدر ٹرمپ کا شکریہ ادا کیا اور غزہ کی پٹی میں ناقابل برداشت المناک صورتحال پر بھی روشنی ڈالی۔ انہوں نے انسانی تباہی اور بھاری جانی نقصان اور اس کے خطے پر سنگین نتائج اور پوری مسلم دنیا پر اس کے اثرات کو بیان کیا۔ رہنماؤں نے جبری نقل مکانی کو مسترد کیا اور چھوڑ جانے والے لوگوں کی واپسی کی اجازت دینے کی مشترکہ پوزیشن کی دوبارہ تصدیق کی۔ کثیر جہتی سربراہی اجلاس نے اس بات پر زور دیا کہ اس اجلاس کو ایک پر امن اور علاقائی تعاون پر مبنی مستقبل کی طرف صحیح راستے پر ایک آغاز بنانے کے لیے رفتار کو برقرار رکھنا اہم ہے۔ غزہ کی پٹی میں جنگ کو ختم کرنے اور ایک فوری جنگ بندی حاصل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یرغمالیوں کی رہائی اور کافی انسانی امداد کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ ایک منصفانہ اور پائیدار امن کی طرف پہلا قدم ہے۔
عرب اسلامی رہنماؤں نے صدر ٹرمپ کے ساتھ تعاون کرنے کے اپنے عزم کی تجدید کی اور جنگ کو ختم کرنے اور ایک منصفانہ اور پائیدار امن کے لیے افق کھولنے کے لیے ٹرمپ کی قیادت کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے مغربی کنارے اور القدس میں مقدس مقامات میں استحکام حاصل کرنے کے لیے ایک منصوبے کی تفصیلات تیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ سعودی وزارت خارجہ کے بیان کے مطابق انہوں نے فلسطینی اتھارٹی کی اصلاحات کی کوششوں کے لیے بھی اپنی حمایت کا اظہار کیا۔
اسی دوران اسرائیلی افواج بدھ کو غزہ شہر میں گہرائی میں داخل ہو گئیں۔ اس سے ان فلسطینیوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو گیا جو وہاں اس امید میں رہ گئے تھے کہ اسرائیل پر بڑھتا ہوا جنگ بندی کا دباؤ انہیں اپنے گھروں سے محروم ہونے سے بچالے گا۔ اسرائیلی حکومت نے غزہ شہر کے رہائشیوں کو جنوب کی طرف جانے کا انتباہ دیا لیکن بہت سے رہائشیوں نے عدم تحفظ اور بھوک کی وجہ سے ایسا کرنے سے خطرے میں پڑنے کے خوف کا اظہار کیا۔ اسرائیلی افواج، جو اگست سے دس لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہر کے اندر داخل ہو رہی ہیں، نے حملے کو روکنے کی اپیلوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اسرائیلی حکومت کا کہنا ہے کہ اس کا مقصد حماس کے جنگجوؤں کے آخری گڑھ کو تباہ کرنا ہے

اٹلی مشروط طور پر فلسطین کو ریاست تسلیم کرے گا

روم:
(ایجنسیز) اٹلی کی وزیراعظم جارجیا میلونی نے کہا ہے کہ ہماری حکومت فلسطین کو بطور ریاست صرف اس صورت میں تسلیم کرے گی جب تمام اسرائیلی یرغمالیوں کو رہا کر دیا جائے اور حماس کو مستقبل کی کسی بھی فلسطینی حکومت سے مکمل طور پر الگ رکھا جائے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر نیویارک میں موجود میلونی نے صحافیوں سے گفتگو میں کہا کہ میں فلسطینی ریاست کے قیام کی مخالفت نہیں کر رہی، لیکن سب سے پہلے ترجیحات طے کرنا ضروری ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ میں فلسطین کو تسلیم کرنے کے خلاف نہیں ہوں، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ یرغمالیوں کو آزاد کرایا جائے اور حماس کو حکومت سازی کے عمل سے مکمل طور پر باہر رکھا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عالمی دباؤ اسرائیل کے بجائے

حماس پر ڈالنا چاہیے کیونکہ یہ جنگ حماس نے شروع کی اور اب یرغمالیوں کو آزاد نہ کر کے اس کے خاتمے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ اٹلی کی وزیراعظم نے اعتراف کیا کہ فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے سے قبل اس کی مکمل خود مختاری اور ریاستی ڈھانچے کی موجودگی بھی ایک اہم سوال ہے، اگر کسی نامکمل ریاست کو تسلیم کیا جائے تو یہ نہ مسئلے کا حل ہے اور نہ ہی فلسطینی عوام کو کوئی فائدہ ہوگا۔ خیال رہے کہ برطانیہ، فرانس اور کینیڈا سمیت کئی یورپی ممالک نے حالیہ دنوں میں فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ واضح رہے کہ جورجیا میلونی کی دائیں بازو کی حکومت یورپی یونین میں اسرائیل کی مضبوط حامی سمجھی جاتی ہے

انڈونیشیا میں بین الاقوامی تعلیمی کانفرنس میں ہندوستانی اسکالر ڈاکٹر انظر عقیل کی بحیثیت کی نوٹ اسپیکر شمولیت

(ایجنسی) نیپال اردو ٹائمز
پالو (انڈونیشیا): سنٹرل سولاویسی، انڈونیشیا میں The3rd InternationalConference on Education (ICE) کا انعقاد 15 نومبر 2025 کو کیا جا رہا ہے، جس کی میزبانی تدریسی و تعلیمی شعبہ، تدولو کو یونیورسٹی کر رہا ہے۔ اس عظیم الشان بین الاقوامی کانفرنس کا مرکزی موضوع ہے:
“EducationalTransformation in Supporting a Sustainable and Impactful Campus Aligned with the SDG" یعنی "پائیدار اور مؤثر کیمپس کی تعمیر کے لیے تعلیمی نظام میں تبدیلیاں اور ان کا کردار، ایس ڈی جیز کے مطابق"۔ اس علمی اجتماع میں دنیا کے مختلف ممالک سے ممتاز محققین، اساتذہ اور ریسرچ اسکالرز شریک ہوں گے۔ خاص بات یہ ہے کہ ہندوستان سے تعلق رکھنے والے معروف اسکالر اور محقق ڈاکٹر انظر عقیل کو اس عالمی سیمینار میں Keynote Speaker کی

حیثیت سے مدعو کیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے برصغیر کے لیے باعثِ فخر ہے کہ ایک نوجوان محقق عالمی سطح پر اپنی علمی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں۔ ڈاکٹر انظر عقیل نے ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی، اترپردیش جیسے عظیم علمی مرکز سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی اعلیٰ تعلیم جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی سے مکمل کی اور آج ایک ایسے اسکالر اور محقق کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں جو بین الاقوامی سطح پر اسلامیات اور عصری تعلیم کے امتزاج پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی تحقیقی کاوشیں نہ صرف ہندوستان بلکہ عالمی علمی دنیا میں مقبولیت حاصل کر رہی ہیں۔

کانفرنس میں شامل موضوعات میں ایجوکیشن اینڈ ٹیچنگ امپیکٹ، لیبارٹری بیسڈ لرننگ، اسٹیم، ڈیجیٹل لرننگ، آرٹیفیشل انٹیلیجنس، سوشل ایموشنل لرننگ، تعلیمی اقدار، صنفی مساوات، اور سماجی علوم جیسے اہم شعبے شامل ہیں۔ ایسے وقت میں جب دنیا تعلیم کو پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کر رہی ہے، ڈاکٹر انظر عقیل کی شرکت اور ان کے علمی خیالات شرکاء کے لیے ایک گراں قدر سرمایہ ثابت ہوں گے۔
یہ توقع کی جا رہی ہے کہ ڈاکٹر انظر عقیل اپنی تقریر میں ہندوستان اور انڈونیشیا کے تعلیمی اداروں کے تجربات، اسلامی تعلیم کے ماڈلز اور جدید ٹیکنالوجی کے امتزاج پر روشنی ڈالیں گے۔ اس کے ذریعے نہ صرف دونوں ملکوں کے درمیان علمی و تحقیقی تعلقات مزید مضبوط ہوں گے بلکہ جنوبی و مشرقی ایشیا کے علمی حلقوں میں بھی ایک مثبت اثر مرتب ہوگا۔ یقیناً یہ اعزاز اس بات کی دلیل ہے کہ اگر محنت اور لگن کے ساتھ علمی دنیا میں قدم رکھا جائے تو ایک چھوٹے قصبے سے اٹھنے والا نوجوان بھی عالمی سطح پر اپنی الگ پہچان بنا سکتا ہے۔

تائیوان میں سمندری طوفان راگاسا نے تباہی مچائی، 14 افراد ہلاک

تائی پے،: تائیوان میں طوفان راگاسا نے تباہی مچا دی ہے۔ طوفان کے باعث آنے والے سیلابی ریلوں میں کم از کم 14 افراد ہلاک ہو گئے ہیں، جب کہ بڑی تعداد لاپتہ ہے۔ متاثرہ علاقوں میں راحت اور بچاؤ کی کارروائیاں جاری ہیں۔ وزیراعظم چو جنگ تائی نے کسی بھی انسانی غلطی کی تحقیقات کا حکم دیا ہے۔
ہوالین کاؤنٹی کی گوانگفو ٹاؤن شپ میں ایک بیریئر جھیل میں طوفان راگاسا کے سیلاب کے بعد کم از کم 14 افراد کے ہلاک ہونے کی اطلاع ہے۔ مقامی فائر بریگیڈ حکام کے مطابق سونامی کی طرح کا سیلاب ایک پل کو بہا لے گیا جس سے سینکڑوں گاڑیاں پھنس گئیں۔ گوانگ فو ٹاؤن شپ میں سینکڑوں گھر زیر آب آ گئے۔
حکام کے مطابق سیلاب کے باعث 18 افراد زخمی اور 124 سے زائد لاپتہ ہیں۔ علاقے میں 300 کے قریب افراد کے پھنسے ہونے کا خدشہ ہے۔ علاقے میں راحت اور بچاؤ کی کارروائیاں جاری ہیں۔ جزیرے سے 8000 سے زائد افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ سوشل میڈیا پر جاری ہونے والی ویڈیوز میں دکھایا گیا ہے کہ لوگ چھتوں پر امدادی ٹیموں کا انتظار کر رہے ہیں

ایکواڈور کی جیل میں ہنگامہ آرائی، 14 ہلاک

کوئٹو: (یو این آئی) ایکواڈور کی جیل میں ہنگامہ آرائی میں گارڈ سمیت 14 افراد ہلاک اور درجن سے زیادہ زخمی ہو گئے، کئی پولیس افسران کو اغوا بھی کیا گیا۔ بی بی سی کے مطابق ایکواڈور پولیس کا کہنا ہے کہ مچالا شہر کی ایک جیل میں متحارب گروہوں کے درمیان جھڑپوں کے نتیجے میں 13 قیدی اور ایک جیل محافظ ہلاک جب کہ 14 افراد زخمی ہو گئے ہیں، جن میں دو پولیس افسران بھی شامل ہیں۔ رپورٹس کے مطابق جنوب مغربی شہر مچالا میں واقع جیل کے قریب رہنے والے شہریوں نے پیر کی علی الصبح دھماکوں اور گولیوں کی آوازیں سننے کی اطلاع دی۔ پولیس چیف ولیم کالے نے بتایا کہ اس واقعے کے دوران نامعلوم تعداد میں قیدی فرار ہو گئے تھے، جن میں سے اب تک 13 کو دوبارہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ دارالحکومت کیٹو کے پولیس چیف کا کہنا ہے کہ قیدیوں نے جیل کا محافظ قتل کرنے کے علاوہ کئی پولیس افسران کو یرغمال بنا لیا ہے، صورت حال قابو میں لانے کے لیے اضافی سیکیورٹی فورسز طلب کی گئیں، جن کی قیدیوں سے جھڑپیں ہوئیں۔ اس تصادم میں جیل کا ایک حصہ بھی گر گیا۔

امیر قطر کا اسرائیلی حملے کے باوجود غزہ میں جنگ بندی کیلئے ثالثی جاری رکھنے کا اعلان

نیویارک: (ایجنسیاں) خلیجی ملک قطر جسے اسی ماہ کے دوران اسرائیلی ریاست نے اپنے حملوں کا نشانہ بنا کر یہ پورے علاقے کو باور کرا دیا ہے کہ اسرائیلی ریاست کی رسائی ہر جگہ بشمول خلیجی ممالک میں بھی ممکن ہے کے امیر شیخ تمیم بن حماد الثانی نے اپنے اس مؤقف کو دہرایا ہے کہ حملوں کے باوجود ان کا ملک غزہ میں جاری جنگ رکوانے کے لیے اپنی ثالثی کی کوشش کو جاری رکھے گا۔ امیر قطر نے دوحہ پر اسرائیلی حملوں کی سخت مذمت کی مگر اس کے ساتھ ہی ثالثی سے پیچھے نہ ہٹنے کا بھی واضح اور دوٹوک اعلان کیا ہے۔ اسرائیلی ریاست نے قطر پر یہ حملے 9 ستمبر کو قطری

دارالحکومت دوحہ میں کیے تھے۔

ایران دباؤ میں یورینیم افزودگی ترک نہیں کرے گا: خامنہ ای

تہران (یو این آئی) ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای نے کہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ یورینیم کی افزودگی ترک کرنے کیلئے دباؤ کے آگے نہیں جھکے گا۔ منگل کو ٹی وی پر نشر ہونے والے خطاب میں خامنہ ای نے کہا کہ امریکہ کے ساتھ کسی بھی قسم کی بات چیت 'بند گلی' ہے، جو ایران کیلئے کسی فائدے کی حامل نہیں۔ ان کا یہ بیان اس وقت سامنے آیا ہے، جب یورپی طاقتیں ایران کے خلاف اس کے جوہری پروگرام پر سخت پابندیاں دوبارہ عائد کرنے کیلئے ملاقات کر رہی تھیں، مگر کسی سمجھوتے کے آثار نظر نہیں آئے۔ خامنہ ای نے کہا کہ امریکی فریق بضد ہے کہ ایران کو (یورینیم) افزودگی کی اجازت نہ ہو، ہم نے ہتھیار ڈالے نہ ڈالیں گے، ہم اس معاملے یا کسی اور معاملے میں دباؤ کے آگے نہیں جھکیں گے۔ سپریم لیڈر نے مزید کہا کہ امریکہ سے مذاکرات صرف ایران کو نقصان پہنچائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ

موجودہ حالات میں امریکہ کے ساتھ مذاکرات نہ صرف بے فائدہ ہیں بلکہ بڑے نقصان دہ بھی ہیں، جن میں سے کچھ کو ناقابل تلافی بھی کہا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پچھلے 10 سال کے تجربات کو نہ بھولیں، دوسرا فریق جس پر ہماری بحث ہے، وہ امریکہ ہے، یہ فریق ہمیشہ وعدہ خلافی کرتا ہے، ہر بات پر جھوٹ بولتا ہے، دھوکہ دیتا ہے اور ہر موقع پر فوجی دھمکیاں دیتا ہے۔ سپریم لیڈر نے کہا کہ ایسے فریق سے مذاکرات نہیں کیے جا سکتے، میری نظر میں امریکہ کے ساتھ جوہری معاملے پر اور شاید دوسرے معاملات پر بھی مذاکرات 'مکمل بند گلی' ہیں۔ یورپی ممالک اور امریکہ کو شبہ ہے کہ ایران ایٹمی ہتھیار حاصل کرنا چاہتا ہے، لیکن تہران نے اس کی سختی سے تردید کی ہے اور کہا ہے کہ اسے پُرامن مقاصد کیلئے ایٹمی توانائی کا حق حاصل ہے۔ جون میں اسرائیل نے ایران کے جوہری مراکز پر ایک بڑی فوجی کارروائی کی، جس میں صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے شامل ہو کر امریکی جنگی طیاروں کو اہم اہداف پر بمباری کا حکم دیا۔ ٹرمپ انتظامیہ، جو طویل عرصے سے پابندیوں کے دوبارہ نفاذ پر زور دے رہی تھی، نے ایران سے بات چیت کی آمادگی ظاہر کی ہے، لیکن ایران کو واشنگٹن کی نیت پر شک ہے۔ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے موقع پر یورپی طاقتوں نے ایران کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی، لیکن کسی سمجھوتے کے آثار نہیں ملے

آج کے نوجوان اور ان کا مستقبل

ڈاکٹر محمد عبدالسمیع ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرس،
اورنگ آباد

تمہید: نوجوان کسی بھی قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم، کردار، فکری بالیدگی، اور عملی جدوجہد اس قوم کی ترقی یا تباہی کا تعین کرتی ہے۔

آج کا نوجوان صرف اپنے لیے نہیں بلکہ ملت، سماج اور ملک کے مستقبل کیلئے فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن افسوس کہ آج ایک بڑی تعداد نوجوانوں کی ایسی راہوں پر گامزن ہے جہاں نہ علم ہے، نہ مقصد، نہ منصوبہ بندی اور نہ کردار۔ صرف خواب ہیں، وہ بھی ایسے خواب جن میں محنت، قربانی اور جہدِ مسلسل کی کوئی گنجائش نہیں۔

نوجوانوں کا خواب اور حقیقت کی دنیا: آج کل یوٹیوب، انسٹا گرام، ٹک ٹاک، اور شارٹ ویڈیوز کی چکاچوند نے نوجوانوں کو فریبِ کامیابی میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایک عام نوجوان کو لگتا ہے کہ ڈگری کی ضرورت نہیں، ہنر کے بغیر بھی سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے، راتوں رات امیر بنا جا سکتا ہے، وقت اور اساتذہ کی کوئی اہمیت نہیں، مذہب، تہذیب، خاندان اور سماجی اقدار محض "بوجھ" ہیں۔

یہ سوچ خطرناک ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نسل تیار کر رہی ہے جو اصل زندگی کے میدان میں ناکامی، مایوسی اور انتشار کا شکار ہو جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمات اور نوجوان: اسلام نے نوجوانی کو زندگی کا سب سے قیمتی دور قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن انسان سے پانچ چیزوں کا حساب ہوگا، ان میں ایک 'جوانی کن کاموں میں گزاری' بھی ہے۔'' (ترمذی)

حضرت علیؓ نے فرمایا: ''جوانی کے ایام ایک دوڑتے ہوئے بادل کی مانند ہوتے ہیں، ان سے فائدہ اٹھاؤ قبل اس کے کہ یہ گزر جائیں۔''

اصحابِ کہف ہوں، حضرت یوسفؑ ہوں یا حضرت اسامہؓ بن زید، سب نوجوانی میں ہی دین کے عظیم نمائندے بنے۔

موجودہ دور کے چیلنجز:

نوجوانوں کو درپیش چند اہم چیلنجز درج ذیل ہیں:

تعلیم سے بیزاری
ڈیجیٹل لت
کرداری انحطاط
بے سمتی،
معاشی فریب

تبدیلی کا آغاز کہاں سے ہو؟: تبدیلی تب آتی ہے جب انسان خود اپنی اصلاح کا آغاز کرے۔ نوجوان اگر خود کو بدلنے کا عزم کر لیں، تو پورا سماج بدل سکتا ہے۔ قرآن میں ہے: ''بیشک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔'' (الرعد: 11)

نوجوانوں کیلئے رہنمائی: نوجوانوں کو اپنی زندگی میں درج ذیل باتوں کو لازم شامل کرنا چاہیے:

تعلیم کو بنیاد بنائیں۔ صرف ڈگری نہیں، حقیقی علم حاصل کریں۔ دنیاوی علوم کے ساتھ دینی بصیرت بھی لازم ہے۔

وقت کی قدر سیکھیں۔ ہر دن، ہر لمحہ قیمتی ہے۔ وقت ضائع کرنا گویا زندگی ضائع کرنا ہے۔

ڈیجیٹل ڈسپلن اپنائیں۔ سوشل میڈیا کو استعمال کریں، اس کا غلام نہ بنیں۔ اپنی آن لائن موجودگی کو مفید بنائیں۔

کردار سازی پر توجہ دیں۔ سچائی، امانت، حیا، خلوص، دیانت، وقت کی پابندی اور بڑوں کا ادب —— یہ آپ کے اصل ہتھیار ہیں۔ ہنر سیکھیں۔ کوئی نہ کوئی ہنر یا فنی صلاحیت ضرور حاصل کریں۔ چاہے وہ کمپیوٹر ہو، زبان ہو، تجارت ہو یا کوئی دستکاری۔

مطالعے کو عادت بنائیں۔ کتابیں آپ کے بہترین دوست ہیں۔ ان کے ساتھ وقت گزاریں۔

روحانی وابستگی رکھیں۔ نماز، قرآن، دینی اجتماعات اور نیک صحبت میں رہیں۔ یہ آپ کی روح کو طاقتور بنائیں گے۔

سماج میں خدمت کا جذبہ رکھیں۔ اپنے علاقے، مدرسے، مسجد، محلہ اور کمزور طبقات کی خدمت کیلئے وقت نکالیں۔

آج کے نوجوان کیلئے رہنمائی کا عملی اعلان: ہم تمام نوجوانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ درج ذیل رہنما اقدامات پر عمل کرنے کا عزم کریں:

روزانہ کم از کم 4 گھنٹے تعلیم یا ہنر کے لیے مختص کریں۔

دن میں ایک گھنٹہ مطالعہ اور خود احتسابی کے لیے نکالیں۔

ہر نماز کے ساتھ دعا کریں: ''اے اللہ! میرے وقت، جوانی، علم اور صلاحیت کو اپنے دین اور انسانیت کی خدمت میں لگنے والا بنا''

مہینے میں ایک مرتبہ والدین، اساتذہ، علماء اور بزرگوں کے ساتھ مشورہ اور رہنمائی کا وقت طے کریں۔

ہر ہفتے اپنے اسکرین ٹائم کا جائزہ لیں اور غیر ضروری ایپس کو ڈیلیٹ کریں۔

اپنے شہر یا محلے کی کسی اصلاحی، تعلیمی یا سماجی تحریک سے وابستہ ہوں۔

اختتامیہ دعا: اللہ رب العزت ہمارے نوجوانوں کو دین و دنیا میں کامیابی عطا فرمائے، ان کی جوانی کو ایمان، علم، عمل، حیا اور مقصدِ زندگی سے منور کرے، اور انہیں ملت و ملک کا قیمتی سرمایہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

ادیب شہیر علامہ شمیم احمد نوری زیارت حرمین شریفین کے لیے روانہ

پریس ریلیز نیپال اردو ٹائمز (سدھارتھ نگر)

محترم المقام لائق صد احترام حضرت علامہ مولانا محمد شمیم احمد نوری ساکن بھوانی پور پوسٹ اسکا بازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی کل بروز جمعہ 25/9/26 کو عمرہ کے لیے جا رہے ہیں۔

اللہ وحدہٗ لاشریک کے بے پایاں فضل و کرم اور محبوبِ رب العالمین ﷺ کی عنایات و توجہات سے *(حضرت مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی)* کو وہ بشارت عظمیٰ نصیب ہوئی ہے، جس کی آرزو ہر مومن کے دل میں مچلتی رہتی ہے۔ کل بابرکت دن جمعہ کو انتہائی کرم فرما خانقاہ عالیہ بخاریہ کے صاحب سجادہ پیر طریقت، رہبر راہ شریعت حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی متہم و شیخ الحدیث: دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف* ومحب گرامی حضرت *مولانا باقر حسین صاحب قادری برکاتی* اور دیگر احباب کی معیت میں *سرزمینِ حجازِ مقدس* کی طرف روانگی کی سعادت ملنے والی ہے، تاکہ *بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول* ﷺ کی حاضری سے دل و جانکو مسرور کریں۔ یہ وہ سفر ہے جسے اہلِ ایمان ''سفرِ زندگی'' نہیں بلکہ ''سفرِ سعادت و نجات'' کہا کرتے ہیں۔

یہ محض ہمارے بڑے بھائی کی انفرادی خوش بختی نہیں بلکہ آپ سب کی دعاؤں، محبتوں اور حسنِ تعلقات کا نتیجہ ہے۔ اپ سب حضرات دعا کیجیے کہ بھیا کا یہ سفر آسان ہو، عزت و سلامتی کے ساتھ مکمل ہو، اور وہاں کی حاضری، عبادات، اذکار، دعائیں اور آنسو بارگاہِ ربّ العزت میں قبول و مقبول ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بیت اللہ و بیت الرسول شریف کی زیارت نصیب عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

عبیدالرضا قادری پرنسپل الجامعتہ السبحانیہ غریب نواز جمہنیاں بھگیر تھ پور مہراجگنج یوپی
9794508770

سپنا احساس کی صوفیانہ شاعری پر ایک طائرانہ نظر

ازقلم: سہیل ساحل،
مدیر اہل قلم، لکھنؤ

کہا جاتا ہے کہ سپنا جب احساس کا روپ دھار لیتا ہے تو وہ پھر سپنا نہیں بلکہ حقیقی احساس بن کر سامنے آتا ہے۔ کچھ ایسا ہی احساس اپنے اسمِ گرامی کی طرح ہی سپنا احساس صاحبہ کی شاعری میں وافر نظر آتا ہے۔ اُنہوں نے صوفیانہ شاعری کا جو سپنا سجایا اُسے احساس کی حد تک اپنے نوکِ قلم کے سپرد کیا۔

سپنا احساس ایک ایسی صوفی شاعرہ ہیں جن کی شاعری میں عشق حقیقی کی گہرائی، روحانی سوالات اور کائنات کی سنسناہٹ واضح طور پر نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کی غزلیں نہ صرف جذبات کی ترجمان نظر آتی ہیں بلکہ قاری کو ایک باطنی سفر پر بھی گامزن کرتی ہیں، جہاں ہر شعر ایک فکری نقوش ثبت کرتا ہے جس سے باآسانی یہ حقیقت بیاں ہوتی ہے کہ صوفیانہ شاعری کی روایت میں سپنا احساس نے ایک نئی جہت کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی تخلیقات میں عشق کی بے پایاں طلب، لمس جدائی کا اذیت ناک منظر، خود شناسی کی جستجو اور روح کی آزادی کی بازگشت صاف سنی جا سکتی ہے جو آج کے دور میں بھی ایک خاص معنویت رکھتی ہے۔ جہاں ایک طرف ان کی شاعری کائنات کی وسعت کے باوجود انسان کی تنہائی کی عکاس ہے وہیں دوسری طرف ہمیں صوفیانہ افکار کا درس بھی دیتی ہے۔ خاکسار کے مطالعے کے مطابق موصوفہ کی ہر غزل ایک فلسفہ ہے، ایک گہری فکر کا ازالہ جو عشق کی راہ میں انسان کی جدوجہد، صدائیصبر اور فنا کی تلاش کو بیان کرتی ہے۔

ان کی شاعری صوفیانہ اشعار کا مجسمہ ہے، جس میں نہ صرف ان کے کلام کی تشریح کی گئی ہے بلکہ ان کے تخیل کی وسعت، بیان کی گہرائی اور فکری جہت کا مفصل تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سپنا صاحبہ کی شاعری قارئین کو اپنی روح کی گہرائیوں میں جھانکنے اور عشق کی حقیقی معنویت سے روشناس کرانے کا کام کرتی ہے۔

سپنا احساس کی شاعری ایک گہری روحانی بصیرت اور صوفیانہ رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ ان کی غزلیں صرف محبت کی نہیں بلکہ وجود شناشی کی منہ بولتی تصویر ہیں جس میں درد و غم کا روحانی سرور اور کائناتی حقیقتوں کی بھی عکاسی ملتی ہے۔ ان کی زبان نہایت سادہ مگر پر اثر ہے، جو قاری کو فکر و تدبر کی دعوت دیتی ہے۔ سپنا احساس کی شاعری میں عشق حقیقی اور مجازی کی جدوجہد، بندگی کی پہچان اور انسانی احساسات کی گہرائی کو ایسے موئثر انداز میں بیان کیا گیا ہے جو دلوں کو چھو لیتا ہے۔۔ ان کی شاعری کا مرکزی محور عشق ہے جو نہ صرف انسانی تعلقات کا اظہار ہے بلکہ ایک بلند روحانی تجربہ بھی ہے۔ ان کی غزلوں کا ہر شعر ایک فلسفیانہ سوال اٹھاتا ہے، جو قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

مثال کے طور پر ایک شعر میں بیان کیا گیا ہے: زندگی میری گفتار، تیری تمنائی ہے
تیری وحدت مری سانسوں میں اتر آئی ہے

یہ شعر نہ صرف عشق مجازی کی طرف اشارہ کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ زندگی کی تمام خوشیاں اور غم اسی تمنا کے گرد رقصاں ہیں۔ ان کی شاعری کا سب سے مفرد اور اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے غم والم کو

نہایت نرمی سے بیان کیا ہے:

رنج و غم، درد والم آج اُبھر آئیں ہیں
مدتوں بعد یہ بھٹکے ہوئے گھر آئے ہیں

مذکورہ شعر بھی موصوفہ کی صوفیانہ فکر کا غماز نظر آتا ہے جہاں درد و غم کا رشتہ علم کی گہرائی سے استوار کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ احساسات روح کی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔

ان کی شاعری میں خودی کی پہچان اور کائنات کی حقیقت کا بیان بھی موجود ہے:

آزمانے کو ہر اک شخص ہے بیتاب مجھے
یہ حقیقت ہے مری یہ مری سچائی ہے

میرے خیال سے سپنا احساس صاحبہ کا یہ شعر بھی قاری کو اپنے باطنی شعور کو پہچاننے کی دعوت دیتا ہے۔ ان کی غزلوں میں جدائی اور وصال کا جو توازن بیان کیا گیا ہے، وہ خاص طور پر دل کو موہ لینے والا ہے۔ انہوں نیعشق کی صعوبتوں کو نہایت خوبصورتی سے قلمی پیکر میں ڈھالا ہے جو ایک عام عاشق کے جذبات سے کہیں آگے جا کر روحانی سطح تک پہنچتے ہیں۔

سپنا احساس کی صوفیانہ شاعری ایک انمول خزانہ ہے جو قاری کو نہ صرف جمالیاتی لطف دیتی ہے بلکہ اسے روحانی بصیرت سے بھی روشناس کراتی ہے۔

ذیل میں ان کی مختلف غزلوں کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے۔

کس کو مجرم کہیں، اب یہ تو بتاؤ لوگو
مرے قاتل سے بہت میری شناسائی ہے
آنسوؤں سے کہو آنکھوں سے نہ باہر آئیں
دل سے کہہ دو کہ دھڑکنے میں بھی رسوائی ہے

شاعرہ نے عشق کو نہ صرف ایک جذبہ بلکہ زندگی کی واحد حقیقت قرار دیا ہے۔ ان کے اشعار میں آنسو اور دل کی کیفیت ایک دوسرے سے جڑی ہوئی دکھائی گئی ہے، جو یہ بتاتی ہے کہ عشق میں جو درد والم ہے، وہ باہم مربوط ہے۔ آخری مصرعے میں رسوائی کی بات کر کے عشق کے تکلیف دہ پہلو کو بھی بیان کیا گیا ہے، جو صوفیانہ شاعری کا خاصہ ہے۔

لمہ لمہ اک صدی تھا اور بسر میں نے کیا
ہجر کی تاریک راتوں کا سفر میں نے کیا
سرد راتوں کا تھا موسم دل پہ نشتر کی طرح
خواہشوں کا یوں لہو شام و سحر میں نے کیا

یہاں شاعرہ نے صدیوں پر محیط ایک طویل انتظار کی کیفیت بیان کی ہے۔ یہ ہجر کی تاریک راتوں کا ذکر روحانی جدائی کی علامت ہے۔ خواہشات کا بیان ایک طرح کی بے چینی اور اندرونی کشمکش کو ظاہر کرتا ہے جو عشق کی راہ میں پیش آتی ہے۔ اس غزل میں زمان و مکان کی قید سے ماورا ہو کر عشق کو ایک مستقل حقیقت کی طرح بیان کیا گیا ہے۔

جانے کس رنگ سے بھرے گا وہ
روشنائی ہے، کینوس میں ہوں
وہ مجھے قید کر نہیں سکتا
اپنی ہی روح کا قفس میں ہوں
انتہا ہے نہیں بشر کی مگر
بھیڑ میں اپنی ہم نفس میں ہوں

یہ غزل آزادی اور خود شناسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

شاعرہ نے کہا کہ وہ روشنی ہے، جو بندش سے آزاد ہے۔ یہ اشعار صوفیانہ فلسفے کی عکاسی کرتا ہے، جس میں انسان کی حقیقت اس کی روح کی آزادی میں مضمر ہوتی ہے۔ قید کی بات کر کے اس سے نجات اور مکمل خودی کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ مکمل طور پر روحانی اور فکری بیان ہے جو صوفیانہ شاعری کی روح بن جاتا ہے۔

اکتا رہی ہوں کیوں میں بھلا اپنے آپ سے
ہو جانا چاہتی ہوں جدا اپنے آپ سے
سناٹا چیخ چیخ کے کہتا ہے رات دن
بھرتا نہیں ہے کوئی خلا اپنے آپ سے

یہ اشعار اندرونی جدائی کی کیفیت بیان کرتی ہے۔ خود سے جدائی ایک صوفیانہ مفہوم رکھتی ہے جہاں انسان اپنی انا سے فاصلہ رکھ کر حقیقت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ یہاں شاعرہ نے خود کو ایک منفرد وجود کے طور پر پیش کیا ہے، جو اپنی ہی شناخت سے دور ہو چکا ہے۔ رات دن کی تکرار اس جدائی کی شدت کو بڑھا دیتی ہے۔ یہ غزل انسان کے اندرونی سفر کی نمائندگی کرتی ہے، جو روحانیت کی جانب بڑھتا ہے۔

اداس اداس فضاء کائنات ٹھہری ہے
لبوں پر سب کے کوئی کچی بات ٹھہری ہے
نہ چاند تارے، نہ جگنو، نہ رات ٹھہری ہے
مرے خدا یہ تری کائنات ٹھہری ہے

یہاں پوری کائنات کی اداسی اور سکون کا احاطہ کیا گیا ہے۔

شاعرہ نے نہ صرف کائنات کو ایک تنہا وجود بتایا ہے بلکہ خود انسان کی تنہائی کو بھی نمایاں کیا ہے۔ کائنات کا سکون اور چمکدار چیزوں کی غیر موجودگی ایک فلسفیانہ تاثر دیتی ہے کہ عشق اور خود شناسی کی راہ میں دنیا کی رنگینی بے، معنویت ہے۔ زمین پر صرف ایک ذاتی وجود کی بات کر کے انسان کی انفرادیت اور اس کی خود شناسی کو نمایاں کیا گیا ہے۔

یہ تمام تجزیے ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور صوفیانہ شاعری کی گہرائی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہر غزل ایک منفرد فلسفہ پیش کرتی ہے، جو قاری کو اندرونی کشمکش، عشق کی صعوبتیں، خود شناسی اور کائناتی حقیقتوں کی طرف لے جاتی ہے۔ موصوفہ کی شاعری نہایت پرسوز، عمیق اور فکری انداز میں حقیقت کی تلاش کی نمائندگی کرتی ہے۔

سپنا احساس کی صوفیانہ شاعری عشق کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات خود شناسی، روح کی آزادی اور کائناتی تنہائی کو نہایت خوبصورتی سے بیان کرتی ہے۔ ان کی شاعری کی خاص بات یہ ہے کہ ہر شعر میں ایک گہرا فلسفہ بیان ہوتا ہے جو پڑھنے والے کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ان کی ہر غزل ایک مکمل کہانی سناتی ہے جو عشق کی راہ میں انسان کی جدوجہد اور خودی کی حقیقت کو واضح کرتی ہے۔ سپنا احساس کی شاعری صوفیانہ مزاج رکھنے والوں کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ہے جو عشق کی گہرائی، روحانی درد اور کائناتی حقیقتوں کی تفہیم فراہم کرتی ہے۔

صوفیانہ شاعری کی دنیا ایک وسیع اور پیچیدہ جہان ہے جہاں عشق الٰہی، خود شناسی، کائنات کی گہرائیوں اور انسان کی روحانی کشمکش کو انتہائی نازک انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس صنف شاعری میں سپنا احساس نے ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے۔ ان کی غزلیں اور اشعار دل کی گہرائیوں سے نکل کر کائنات کی وسعتوں تک پھیلے ہوئے محسوس ہوتے ہیں جو قاری کو نہ صرف عشق کی حقیقت سے روشناس کراتے ہیں بلکہ اس کے ذریعے روحانی سفر کی رہبری بھی فراہم ہوتی ہے۔

سپنا احساس کی شاعری کی سب سے نمایاں خوبی اس کا فکری انداز اور پر اثر تشبیہات ہیں۔ ہر شعر ایک نیا پہلو سامنے لاتا ہے، جو قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ان کی غزلوں میں نہ صرف انسانی احساسات کی ترجمانی کی گئی ہے بلکہ کائناتی حقائق، روح کی تلاش اور عشق کی صعوبتوں کی بھی خوبصورت عکاسی ملتی ہے۔ جہاں عام غزلیں محبت کی رومانوی کیفیت کو بیان کرتی ہیں وہیں سپنا احساس کی صوفیانہ غزلیں ایک گہرے فلسفے کی نمائندگی کرتی ہیں، جو زندگی کی پیچیدگیوں اور اس کی عارضیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ان کی شاعری میں درد اور وجد کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ جدائی کی اذیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ قاری کو بھی اس کا حصہ محسوس ہوتا ہے۔ " اداس اداس فضا کائنات ٹھہری ہے " جیسے اشعار اس بات کا غماز ہیں کہ دنیا کی چکاچوند کے باوجود شاعرہ کی نظر میں کائنات کی خاموشی اور تنہائی کی حقیقت سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سپنا احساس نے مادی دنیا کی ظاہری چمک دمک کو پس پشت ڈال کر روح کی گہرائیوں کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی ہے۔

سپنا احساس کی شاعری میں خود شناسی کی جستجو نمایاں ہے۔ وہ اپنے آپ سے سوال کرتی ہیں، اپنے وجود کی حقیقت تلاش کرتی ہیں اور اس جدائی کی کیفیت کو بیان کرتی ہیں جو ہر عاشق کی روح میں پہنچتی ہے۔۔

چند اشعار دیکھیں۔

پیروں، مرشد، مست قلندر، عشق میں سب جا رقص کریں
میں بھی پاگل، تو بھی پاگل، آپاگل آ رقص کریں
مجنوں بھی تو، لیلیٰ بھی تو، شیریں بھی، فرہاد بھی تُو
جنگل جنگل رقص کریں، آصحرا آصحرا رقص کریں

لا مرادی ہے اور عبث میں ہوں
ہائے خلوت کی دسترس میں ہوں
میں محبت لکھ رہی ہوں عاشقی سے ماورا
خود کو خود میں ڈھونڈتی ہوں بے خودی سے ماورا
بیاں وہ روشنی لفظوں میں کیا کروں احساس
گزر گئی ہے جو لمحوں میں، کیا کروں احساس
چھوڑ یہ پیار، محبت کے لطیفے، پاگل!
مجھ کو کر دیں گے مری جان یہ قصے، پاگل!

مختصراً یہ کہ میرے خیال میں سپنا احساس کی شاعری آج کے دور کے لیے نہایت معنی خیز اور ضروری ہے۔ جہاں ہم تیز رفتار زندگی میں مادے کی دوڑ میں گم ہیں، وہاں ان کے کلام کی گہرائی ایک ایسا ساکت نقطہ نظر پیش کرتی ہے جو قاری کو خود کی شناخت اور حقیقت کی تلاش کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ان کی صوفیانہ شاعری ایک بصیرت ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ عشق صرف ایک جذباتی کیفیت نہیں بلکہ ایک مسلسل روحانی سفر ہے۔

خلاصہ یہ کہ سپنا احساس کی غزلیں اور صوفیانہ شاعری ہر قاری کے لیے ایک آئینہ ہیجو اندرونی گہرائیوں کی تلاش میں رہنمائی کرتی ہے۔ ان کا کلام فکری، فلسفیانہ اور روحانی تجربات کی عکاسی کرتا ہے، جو ہر پڑھنے والے کو عشق کے حقیقی پہلو سے متعارف کروانے کا طاقتور ذریعہ ہے۔ میں ان کی شاعری کو اس صنف میں ایک انمول اضافہ سمجھتا ہوں، جو صوفیانہ شاعری کی روشنی میں نئے افق پیدا کرتا ہے اور قارئین کو مطالعے کی دعوت دیتا ہے۔

Abushahma Ansari
Journalist,District
Secretarv

دعا مومن کا ہتھیار ہے لیکن پیش قدمی بھی ضروری ہے!

تحریر: جاوید بھارتی

کہا جاتا ہے کہ دنیا گول ہے لیکن اس گول دنیا کے حالات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مطلب پرست ہے، مفاد پرست ہے، اس دنیا میں خود غرضی کا بول بالا ہے، صاحب دولت اور صاحب ثروت کا بول بالا ہے سلام، کلام، تعلقات، رشتہ ناطہ سب مفاد پرستی کی زنجیر پہنے ہوئے ہیں وہ بھی ایک زمانہ تھا جب کسی شخص کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو ہمسایہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک پیر پر کھڑا نظر آتا تھا لیکن آج وہ باتیں ختم ہو گئیں کوئی دریا میں ڈوبتا ہے تو اسے نکالنے سے زیادہ ویڈیو بنانے کی فکر ہوتی ہے، کہیں جھگڑا ہوتا ہے تو صلح مصالحت کرانے سے زیادہ آگ میں گھی چھڑکنے کی فکر ہوتی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ آج پورے معاشرے میں اتحاد واتفاق، اخوت ومحبت اور بھائی چارگی کا فقدان پایا جاتا ہے۔

مذکورہ حالات انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں میں ایک ہی جیسے ہیں بلکہ اب تو اجتماعی طور پر بھی اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے،، ایک زمانہ تھا جب کندھے پر ساز وسامان لئے ایک قوم در در ٹھوکر کھا رہی تھی، دنیا کا کوئی ملک ایک انچ زمین دینے کے لئے تیار نہیں تھا، پہننے کے لئے کپڑا دینے کے لئے کوئی تیار نہیں، سر چھپانے کے لئے چھت دینے کے لئے کوئی تیار نہیں، بھوک مٹانے کے واسطے کھانا دینے کے لئے کوئی تیار نہیں، جس ملک میں قدم رکھا کچھ دنوں بعد وہاں سے بھگائے گئے وہ قوم کتنی بدبخت ہے اور کتنی ظالم ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اس نے انبیاء کرام علیہم السلام تک کو دھوکا بھی دیا ہے اور قتل بھی کیا ہے وہ قوم اپنے مفاد کے لئے ہر مذہب کا چولا بھی اختیار کر لیتی ہے اس طرح اس قوم کو دنیا کی ایک بہروپیا قوم بھی کہا جاسکتا ہے جس قوم کو دھوکا دینا مقصود ہوتا ہے اس کا مذہب، اس کی تعلیمات، اس کی تہذیب سب کچھ وہ قوم اختیار کر لیتی ہے اس قوم کو یہودی کہا جاتا ہے آج اس قوم کی مکاری اسکا ظلم وجبر ایک بار پھر دنیا کے سامنے ہے،، اس انسانیت دشمن قوم کو یہودی کہتے ہیں،، ایک تاریخی کتب کے ذریعہ شائع رپورٹ کے مطابق ملاحظہ فرمائیں۔

«یہودی تاریخ کے آئینے میں»

گزشتہ 1000 سال کی تاریخ

1080 میں فرانس سے ملک بدر کئے گئے

1098 میں چیک ریپبلک سے ملک بدر کئے گئے

1113 میں کیوان روس سے ملک بدر کئے گئے

1113 میں یہودیوں کا قتل عام

1147 میں فرانس سے ملک بدر کئے گئے

1171 میں اٹلی سے ملک بدر کئے گئے

1188 میں انگلینڈ سے ملک بدر کئے گئے

1198 میں انگلینڈ سے ملک بدر کئے گئے

1290 میں بھی انگلینڈ سے ملک بدر کئے گئے

1298 میں سوئٹزرلینڈ میں 100 یہودیوں کو پھانسی دی گئی اور باقی کو ملک بدر کئے گئے

1306 میں فرانس سے بے دخل کیے گئے

300 یہودیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ 1360 میں ہنگری سے ملک بدر کئے گئے

1391 میں اسپین سے بے دخل کیا گیا (3000 یہودیوں کو پھانسی دی گئی، 5000 کو زندہ جلا دیا گیا) 1394 میں فرانس سے پھر ملک بدر کئے گئے

1407 میں پولینڈ سے بے دخل کئے گئے۔

1492: اسپین سے بے دخل (یہودیوں کے اسپین میں داخلے پر ہمیشہ کے لیے پابندی لگانے کا فیصلہ کئے گئے)

1492 میں سسلی سے بے دخل کئے گئے۔

1495 میں لیتھوانیا سے نکال دیئے گئے۔

1496 *پرتگال سے ملک بدر کئے گئے

1510 میں انگلینڈ سے پھر ملک بدر کئے گئے

1516: پرتگال سے دوبارہ ملک بدر کئے گئے

1516 میں سسلی میں ایک قانون منظور کیا گیا جس کے تحت یہودیوں کو صرف یہودی بستیوں میں رہنے کی اجازت دی گئی۔

1514 میں آسٹریا سے فرار ہونے پر مجبور کیا گیا

1555 میں پرتگال سے نکال دیئے گئے۔

1555 میں روم میں ایک قانون منظور کیا گیا جس کے تحت یہودیوں کو یہودی بستیوں میں رہنے کی اجازت دی گئی۔

1567 میں اٹلی سے بے دخل کئے گئے

1570 میں جرمنی (برانڈنبرگ) سے نکال دئے گئے۔

1580 میں نوگوروڈ (اور ڈی ٹیربیل) سے بے دخل کئے گئے

1592 میں فرانس سے پھر نکال دئے گئے۔

1616 میں سوئٹزرلینڈ سے نکال دئے گئے۔

1629 میں اسپین اور پرتگال سے نکال دئے گئے

1634 میں سوئٹزرلینڈ سے نکال دئے گئے۔

1655 میں سوئٹزرلینڈ سے دوبارہ بے دخل کئے گئے

1660 میں کیف سے نکال دیئے گئے

1701 میں سوئٹزرلینڈ سے ہمیشہ کے لیے نکال دئے گئے

1806 میں نپولین کا الٹی میٹم

1828 میں کیف سے فرار ہونے پر مجبور کئے گئے

1933 میں جرمنی سے بے دخلی اور نسل کشی۔

14 مئی 1948 کو فلسطین نے اپنے ملک میں یہودیوں کو پناہ دی۔

آج وہ یہودی قوم احسان فراموشی کر رہی ہے، جن لوگوں نے پناہ دی انہیں لوگوں کو بے گھر کر رہی ہے، جن لوگوں نے سر چھپانے کے لئے چھت دیا انہیں ہیں، آہ وفغاں کا عالم ہے خاندان کا خاندان موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے اور یہ سب کچھ امریکہ کی سرپرستی میں کیا جارہا ہے اور مسلم حکمران امریکہ کی غلامی کر رہے ہیں اور امریکہ سے اپنے تحفظ کی امید لوگوں پر فضائی بمباری کر رہی ہے، جن لوگوں نے کھانا کھلایا انہیں لوگوں کو اور ان کے بچوں کو بھوکا مار رہی ہے،، پورا غزہ خون سے لالہ زار ہے، حیوانیت اور درندگی کی ساری حدیں پار کر دی ہے پورے غزہ میں لاشوں کا انبار لگا ہوا ہے روٹی سے سستی قبریں لگائے بیٹھے ہوئے ہیں اپنی غیرت اپنا ضمیر امریکہ کے قدموں میں نچھاور کئے ہوئے ہیں اور اسرائیل باری باری سب پر حملے کر رہا ہے غزہ، لبنان، ایران، شام، یمن یہاں تک کہ حال میں قطر پر بھی حملہ کر دیا اور قطر امریکہ کو اپنا آقا مانتا ہے لیکن امریکہ نے اسرائیل کے ذریعے قطر پر بھی حملے کی مخالفت نہیں کی۔ شائد سعودی عرب کو کچھ احساس ہوا ہے کہ امریکہ سے ہماری حفاظت نہیں ہو پائے گی تو اس نے پاکستان کے ساتھ ایک دفاعی معاہدہ کیا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سعودی عرب خود اپنی حفاظت کی صلاحیت اپنے اندر کیوں نہیں پیدا کرتا،، جنگ کا طریقہ تو عرب نے بتایا ہے پھر وہی عرب آج اتنے بے حس کیوں ہو گئے،، یہ تو نہیں کہا جاسکتا ہے کہ عرب اپنی تاریخ بھول گئے مگر ہاں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ عرب نے اپنی تاریخ سے منہ موڑ لیا ہے اور عیش پرستی ان کی رگ رگ میں پیوست ہو چکی ہے جس کی وجہ سے انہیں غزہ کے مظلوموں کی چیخیں سنائی نہیں دیتی ہیں، ہوا میں اڑتے ہوئے ننھے ننھے بچوں کے جسموں کے چیتھڑے دکھائی نہیں دیتے ہیں اور غزہ کا بچہ بچہ خاک وخون میں تڑپتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ہمیں شکوہ غیروں سے نہیں اپنوں سے ہے، اپنو کو ہمارے درد کا احساس نہیں ہے،، مایوسیاں دامن میں ہے ہمارے کچھ پاس نہیں ہے،، پوری دنیا کے مسلم حکمرانوں نے مرنے کے لئے ہمیں تنہا چھوڑ دیا یہ بات ہم آج بھی کہہ رہے ہیں اور کل میدان محشر میں رب کے سامنے بھی کہیں گے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر بھی کہیں گے کہ ،، آقا،، آپ کی امت نے ہمارا ساتھ نہیں دیا،، ہم اپنے ماں باپ، بھائی بہن کو مرتے ہوئے دیکھتے رہے اور خود بھی ہم موت کے منہ میں چلے گئے۔

جنگ بدر لڑی گئی عرب میں، جنگ احد لڑی گئی عرب میں، جنگ خندق لڑی گئی عرب میں، جنگ حنین لڑی گئی عرب میں، جنگ تبوک لڑی گئی عرب میں اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی پھر آج عرب کیوں امریکہ سے اپنی حفاظت کروا رہا ہے؟ کیوں امریکہ کے آگے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صداقت، حقانیت، قیادت، سیاست، حکومت، تجارت اور حفاظت عرب سے کی اور خلفائے راشدین نے بھی ایسا ہی کیا اور پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوا،، اور آج پوری دنیا انگریزوں کے چنگل سے آزاد ہو چکی ہے تو وہی عرب آج امریکہ ویورپ کا غلام بنا ہوا ہے آخر کیوں؟

جواب یہی ہے کہ اللہ نے عربوں کو فضیلت دی، فوقیت دی، برتری دی، خانہ کعبہ عرب میں تعمیر کرایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں مبعوث فرمایا، قرآن مقدس انہیں کی زبان عربی میں نازل کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ متنبہ کر دیا کہ میرے دین، میرے محبوب کے پیغام وانکی تعلیمات کو پیٹھ دکھاؤ گے تو ساری فضیلت، برتری، فوقیت حتیٰ کہ عالم اسلام کی قیادت سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔

آج صد فیصد سچائی ہے کہ عرب عالم اسلام کی قیادت سے محروم ہے،، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے پردہ فرمائے تو گھر میں چراغ جلانے کے لئے تیل نہیں تھا لیکن تلوار نوعدد (9) تھی اس سے کیا پیغام ملتا ہے اور کیا ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی تمہارے حقوق پر حملہ کرے، تمہارے ملک میں انسانیت کا قتل کرے، ننھے ننھے بچوں کے چیتھڑے اڑائے، نسل کشی کرے تو تم اپنی زبان پر تالا لگا لینا، اگر زبان کھولنا بھی تو بس مذمت کر دینا، تشویش ظاہر کر دینا، کچھ اور کرنا ہے تو سارے لوگ چمچماتی ہوئی کار میں آنا کسی عالیشان محل میں جمع ہو کر اجتماعی طور پر مذمت کرنا اور بیان بازی سے کام لے لینا پھر ناشتہ پانی کے بعد اپنے اپنے ٹھکانے پر روانہ ہو جانا، اپنی حفاظت کے لئے یہود ونصاریٰ کو بلانا، اپنے یہاں ان کو پناہ دینا، ان کو فوجی ہوائی اڈے کی تعمیر کی اجازت دینا، خود ہاتھ پر ہاتھ دھرے معجزے کا انتظار کرنا اور کعبے میں رو رو کر آدھے آدھے گھنٹے کی دعا مانگنا؟؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں،، بلکہ نوعدد تلوار کا ہونا یہ پیغام اور یہ اعلان تھا اور ہے کہ کچھ ایام ایسے آتے ہیں کہ اس وقت مصلے پر کی جانے والی دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ میدان میں اتر کر ظالم کا مقابلہ کرتے ہوئے دعا کی جاتی ہے تب دعا قبول ہوتی ہے۔

سب سے پہلے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہودیوں کو شہر سے نکال دیا، اس لیے ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں، جس کو حضور نے نکالا ہے اس کی کہیں پناہ نہیں ہے۔

ہم اہل فلسطین پر طنز نہیں کرتے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ جب ہٹلر نے یہودیوں کو قتل کروایا تھا تو آخر میں یہی کہا تھا کہ میں کسی کے دباؤ میں آکر باقی یہودیوں کو نہیں چھوڑ رہا ہوں بلکہ اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ عنقریب دنیا پھر دیکھے گی کہ یہ کتنی مکار قوم ہے،، اور آج ہٹلر کی کہی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی،، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی بات میں رائی کے دانے کے برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے وہ نبی جو انسان تو انسان جانوروں کے لئے بیحد رحم دل تھے جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اپنی بیٹی کے قاتل کو معاف کر دیا، گھر کے چولہے میں کئی دنوں سے آگ نہیں جلی تھی پھر بھی مال غنیمت میں ملا ہوا حصّہ یتیم بچوں کو دیدیا،، اتنے دیالو اور کرپالو نبی نے یہودیوں کو مدینہ سے باہر کر دیا ایسی بدبخت قوم کو پناہ دینے سے پہلے فلسطینیوں کو ہزار بار سوچنا چاہئے تھا جس قوم کے بارے میں اللہ و رسول نے اسلام کا اور مسلمانوں کا کھلا ہوا دشمن قرار دیا ہوا اسے پناہ دے کر فلسطینیوں نے یقیناً بہت بڑی غلطی کی اس قوم کی عیاری اور مکاری آج دنیا کے سامنے ہے۔

موسیٰ علیہ السّلام اور عیسیٰ علیہ السّلام نے حکومت نہیں کی ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت بھی کی ہے مکہ سے مدینہ ہجرت بھی کی اور پھر مکہ فتح بھی کیا فتح مکہ کے بعد اسلام کی طاقت بڑھتی گئی اور فتوحات کا دروازہ کھلتا گیا یہاں تک حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 22 لاکھ مربع میل پر حکومت کی یہود ونصاریٰ کا کہنا ہے کہ اگر عمر 10 سال اور زندہ رہے ہوتے تو پوری دنیا میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جاتی۔

افسوس صد افسوس کہ اسی عرب میں پیدا ہونے والے آج کے حکمران ایک ٹکڑا لے کر اپنی بادشاہت قائم کر کے موج مستی کر رہے ہیں لیکن اس ٹکڑے کی بھی حفاظت نہیں کر پا رہے ہیں،، آج بھی عرب حکمرانوں کے اندر غیرت نام کا چالیسواں حصہ بھی اگر باقی ہو تو عرب ممالک میں جو امریکی ایر بیس ہے پہلے اسے اپنے قبضے میں لیں کیونکہ عرب ممالک میں امریکی ایر بیس کا ہونا عربوں کے لئے خطرے سے خالی نہیں ہے اور ایک بات تو طے ہے کہ غزہ پر اسرائیل کا مکمل قبضہ ہوا تو بہت جلد دیگر عرب ممالک پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہو جائے گا اور صیہونی طاقتوں کا یہی منصوبہ بھی ہے کاش عرب حکمرانوں کی اب سے آنکھ کھلتی اور اسرائیل وامریکہ کے ناپاک عزائم کو خاک میں نے کے لئے کمربستہ ہوتے اور دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیتے تو عالمی سطح پر کچھ اور ہی تصویر ابھر کر سامنے آتی۔ (سابق سکریٹری یو پی بنکر یونین) محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی

زیارتِ حرمین طیبین کے لیے مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی کی 26 ستمبر کو روانگی

سہلاؤ شریف/باڑمیر (پریس ریلیز)

نیپال اردو ٹائمز

مغربی راجستھان کی عظیم وممتاز اور علاقۂ تھار کی مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر، راجستھان کے ناظمِ تعلیمات، معروف عالمِ دین، استاذ گرامی وقار ادیبِ شہیر حضرت مولانا محمد شمیم احمد صاحب نوری مصباحی کو زیارتِ حرمین طیبین کی عظیم سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ وہ اپنے اساتذہ، والدین اور مشفقین کی دعاؤں کے سائے میں 26 ستمبر بروز جمعہ مبارکہ سرزمینِ حجاز مقدس کے لیے روانہ ہوں گے، جب کہ ان کی جدہ کی فلائٹ 28 ستمبر کی صبح ممبئی سے طے ہے۔

مولانا نوری مصباحی اپنے اس مبارک سفر کو اور بھی بابرکت وباسعادت اور اپنے لیے خوش نصیبی قرار دیتے ہیں، کیونکہ انہیں ایک عظیم شیخِ شریعت و طریقت، رہبرِ ملت، نورالعلماء حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی (مہتمم وشیخ الحدیث: دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف) کی رفاقت ومعیت میں یہ روحانی سفر نصیب ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ محب گرامی حضرت مولانا باقر حسین صاحب قادری برکاتی انواری سمیت دیگر خوش نصیب احباب بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔

اس پر مسرت موقع پر مولانا نوری مصباحی کے جملہ اساتذہ، رشتہ داروں، احباب اور تلامذہ نے دل کی گہرائیوں سے انہیں مبارکباد پیش کی اور دعاؤں سے نوازا۔ سب نے اس سعادت کو ان کی علمی ودینی خدمات کے حق میں نیک شگون قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ یہ سفر ملتِ اسلامیہ کے لیے بھی خیر وبرکت کا سبب بنے گا۔

روانگی سے قبل مولانا نوری مصباحی نے اپنے تمام محبین اور متعلقین سے عجز وانکساری کے ساتھ معافی طلب کرتے ہوئے کہا:

"فقیر دست بستہ آپ سب کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ اگر اس عاجز وناتواں سے کبھی کوئی ایسا قول یا فعل صادر ہوا ہو جس سے آپ کے دل کو رنج پہنچا ہو، یا زبان وقلم کی بے احتیاطی نے کسی کو آزردہ کیا ہو، یا کسی بھی عمل نے دل میں گراں باری پیدا کی ہو تو براہ کرم اپنے عالی ظرفی اور وسعتِ قلب کے صدقے اس گنہگار کو معاف فرمادیں۔ یقین جانیں! فقیر دل کی گہرائیوں سے اپنے ہر محسن، ہر عزیز اور ہر بھائی ودوست کے حضور معافی کا خواستگار

ہے۔ میری تمنا ہے کہ اس بابرکت ومسعود سفر پر روانگی کے وقت کسی کے دل پر میرا کوئی بوجھ باقی نہ رہے۔ لہٰذا ایک بار پھر عاجزی کے ساتھ معافی کا طلبگار ہوں اور ساتھ ہی دعاؤں کا امیدوار بھی۔"

انہوں نے مزید فرمایا کہ میں ان شاءاللہ العزیز! حرمینِ طیبین کی مقدس فضاؤں میں، بیت اللہ کے سائے میں اور روضۂ اقدس کی جالیوں کے سامنے نیز دیگر مقدس مقامات پر دارالعلوم وشاخہائے دارالعلوم انوار مصطفیٰ وجملہ سنی اداروں کی تعمیر وترقی نیز آپ سب کے لیے دعاگو رہوں گا کہ پروردگار آپ سب کو دین ودنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے، عمر وصحت میں برکت دے، ایمان پر استقامت بخشے۔ مولانا نوری مصباحی نے سب سے دعا کی اپیل کرتے ہوئے کہا:

"اللہ تعالیٰ اس مبارک سفر کو میرے اور میری نسلوں کے لیے خیر وبرکت، مغفرت ونجات کا وسیلہ بنائے۔

وہاں کے آنسو اور دعائیں میرے لیے ابدی سرمایہ ثابت ہوں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اپنی بارگاہ میں مقبولیت عطا فرمائے اور حضور ﷺ کا سچا غلام بنائے۔

یہ مسرت افزا اطلاع پورے علاقے میں خوشی وانبساط کے ساتھ سنی گئی اور دینی وعلمی حلقوں میں اسے ایک عظیم سعادت واعزاز قرار دیا جارہا ہے۔

مذکورہ اطلاع محبان جہانیاں کمیٹی دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف کے میڈیا انچارج حضرت مولانا محمد شمار علی صاحب قادری انواری نے پریس ریلیز کے ذریعہ دیا

کاٹھمنڈو میں رہنے والے مسلم بھائیوں کے لئے خوشی کی خبر ہے کہ اب انہیں خصی اور مرغے کا حلال گوشت بہت ہی آسانی سے مل جائے گا۔

کلنکی چوک اور اس کے قریب میں رہنے والے مسلم بھائی ضرور رابطہ کریں، اور حلال گوشت کا استعمال کریں۔

نوٹ: ہمارے یہاں کسی بھی تہوار اور پارٹی وغیرہ کے لئے، نیز ہوٹل وغیرہ کے لئے آڈر بھی لیا جاتا ہے۔

آپ حضرات ضرورت رابطہ کریں۔

پتہ: شہر کاٹھمنڈو کے کلنکی چوک سے تھانہ کوٹ جانے والے راستے میں بابا پیٹرول پمپ کے سامنے۔

کالنگ اور واٹس ایپ نمبر: 9818074986

آپ کا خیر خواہ: سیف علی خان

اپنی نگارشات ومضامین ہمارے ای میل پر ارسال کریں

weeklynepalurdutimes@gmail.com

www.nepalurdutimes.com

+918795979383۔

۔+977 9817619786

+91 7398 208 053

ایڈیٹر روحانی سائنس کا روحانی کالم قسط (۶)

محترم جناب عامل باکمال کاشف عرب و عجم ہماری تحریک دعوت اسلامی کے امیر مولانا الیاس قادری صاحب کا ایک کلپ ہے جس میں آپ کا ایک بیان داداصاحب کی گھوڑی اور پھر اندھیری رات، ایک درد کے علاج کے تعلق سے کچھ بات کر رہے ہیں لوگوں نے اس کلپ کو کاٹ کے باتیں بنانا شروع کی، اس کی میمز بنائیں اور بہت سے اپنے لوگ بھی کنفیوز ہو گئے ہیں نئے نوجوان نسل کو وہ لوگ بہت کنفیوز کرتے ہیں اور حوالے سے ایک ماحول بنا دیے ہیں۔ آپ عملیات جانتے ہیں اس عمل کی بارے میں آپ جانتے ہیں امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا الیاس قادری کے اس جملے پر آپ کچھ تفصیل سے بیان فرمائیں کروڑوں مسلمانوں پر آپ کا احسان ہو گا

عاصم عطاری ملیشیا

وعلیکم السلام

محترم جناب عاصم عطاری قادری صاحب امیر دعوت اسلامی کا امت پر بہت احسان ہے اس صدی میں انہوں نے سنیت کا بہت بڑا کام کیا ہے اور بچہ بچہ عشق رسول اور سنتوں کا پابند بن گیا اللہ تعالی ان کی عمر دراز کرے تحریک کو ترقی عطا فرمائے حاسدین کے حسد سے محفوظ و مامون رکھے مبلغوں کو عقل سلیم عطا فرمائے وہ کسی کی سازش میں نہ پھنسے، امیر دعوت اسلامی نے جو درد کا عمل بتایا ہے ویسے عملیات سینکڑوں کتابوں میں بھرے ہیں اولیاء کاملین یا عاملین اپنے خاص لوگ، جن کو عربی نہیں آتی وہ ایسے دوہے اشعار اور مکس زبان، پنجابی، سرائکی اردو فارسی، ہندی، پوربی، عبرانی، سریانی، عربی جس زبان کے لوگ ان کے خدمت گزار ہوتے ہیں ان لوگوں کی آسانی کیلئے وہ اپنے مؤکلات، پریاں، مسلمان خدام جنات کو خاص مریدوں شاگردوں کو دیتے تھے ان کو بلانے کے لیے کوڈ علاقائی زبان میں بتاتے ہیں تاکہ بغیر عربی زبان پڑھے کام آئے۔ ان اولیاء عاملین کاملین کی خدمت میں جو جنات مؤکلات ہوتے ہیں اس کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں اور اس پر وہ کام کرتے ہیں اب وہ سینہ بہ سینہ دوہے، مندرے، شاعری جو کچھ بھی ہے اس پر وہ کام ہوتا ہے۔ پرانی جو عملیات کی کتبھیں اس میں علاقائی زبان کے اس طرح کے دوہے ملتے ہیں چاہے وہ عبرانی ہو، سریانی ہو، پنجابی ہو، سرائکی ہو، پارسی ہو اور وہ دوہے تجربے میں کام بھی کرتے ہیں یہاں تک کہ علمائے دیوبند کی عملیات کی جتنی کتابیں ہیں یا ان کے میگزین نکلتے ہیں اس میں بھی بے شمار اس طرح کے دوہے، مندرے، علاقائی زبان کے اشعار جو عملیات میں کام آتے ہیں ملتے ہیں۔ شیخ یحیی منیری کا واقعہ ہے جو شمع شبستان رضا و دیگر کتب میں بھی موجود ہے اولاد کے عمل میں، بچہ پیدا ہونے کے عمل میں، اس کو درد ہوا اور وہ فریادی آیا آپ سے عرض کی سیدی آپ کچھ کریں آپ نے اسی طرح کا ایک دوہا پڑھ کر یا پانی پر پڑھ کر دیا وہ اچھا ہو گیا ہاں جب کوئی شرکیہ کلمات اس میں ہوں گے تو وہ ممنوع ہو گا یعنی کسی دیوی، دیوتا کی دہائی یا ان کو حاجت روا ماننا، شرکیہ کلمات یا کفریہ کلمات والے دوہے، شاعری جھاڑ پھونک میں منع ہے اور اسی طرح تعویذات بھی منع ہے ایسا دوہا یا ایسی کوئی شاعری وغیرہ جو شرعاً جائز ہے وہ دم کر کے دے سکتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں حدیث شریف سے ثابت ہے اور بزرگوں کے کتابوں میں ان کے اقوال میں اور تجربے میں ہیں یہ ایک طریقہ کا کوڈ ورڈ ہوتا ہے جس پہ ان کی روحانی طاقت کام کرتی ہے

قرآن کریم سورۃ الکھف میں اللہ پاک نے اصحاب کہف کا ذکر فرمایا ہے جو کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام یا آپ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کے امتی تھے اور اللہ پاک کے نیک بندے (اولیاء) تھے۔

اللہ پاک نے ان کا ذکر تو فرمایا ہی ساتھ میں ان سے نسبت رکھنے والے کتے کا بھی ذکر فرمایا جو کہ ان کا وفادار تھا۔۔۔

یہیں پر بس نہیں بلکہ ان کے غار کے دہانے بیٹھ کر اپنے اولیاء کی چوکھٹ پر پہرہ دینے والے اس کتے کے بیٹھنے کے انداز کو بھی بیان فرمایا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"وَ کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ"

اور ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے۔(پارہ:15، سورۃ الکھف، جزء آیت:18)

یہ بات ذہن نشین ضرور رہے کہ کتا ایک حرام جانور ہے اور اس کے متعلق بعض فقہائے کرام کی رائے یہ ہے کہ یہ خنزیر کی طرح ہی نجس العین (ناپاک) ہے۔

لیکن اس کے باوجود اللہ پاک کو اپنے اولیاء کی چوکھٹ کا وفادار رہنے کے سبب اس کتے کی ادا بھی اس قدر اچھی لگی کہ اس کے بیٹھنے کی ادا کو بھی اپنے سب سے بہتر کلام قرآن کریم میں ذکر فرما دیا۔

یاد رہے وہ گزشتہ امت کے اولیاء تھے جبکہ امتِ محمدیہ کے اولیاء کا مقام بوجہِ رسول ذیشان ﷺ گزشتہ امتوں کے اولیاء سے بلند و بالا ہے۔

یہ ساری بات کرنے کا مقصد واضح ہے۔۔۔۔

کہ آج کل کچھ کلمات پر مشتمل دم "داداصاحب کی گھوڑی۔۔۔وہی اندھیری رات۔۔۔۔۔۔۔۔الخ" کو لے کر کچھ بدمعاش ذہن کے شیطانی گماشتے کے دموں سے متعلق شرعی احکامات، احادیث مبارکہ اور ان کی شروحات کو پسِ پشت ڈال کر جابجا طوفانِ بدتمیزی برپا کر رہے ہیں۔ دراصل یہ لوگ اولا تو قرآن و سنت سے جاہل ہیں کہ اگر صحیح مسلم وغیرہ کی دم وغیرہ سے متعلق احادیث مبارکہ پڑھی ہوتیں تو ایسی بدزبانی سے گریز کرتے۔

اور ثانیاً اگر پڑھ بھی لیں تو یہ سطحی عقل کے لوگ ان دلائل کو سمجھنے سے عاری ہیں، کیونکہ بنیادی علوم جو نہ سیکھے تو خیر البریہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کا فصاحت و بلاغت کی انتہاء کو پہنچا ہوا کلام کیسے سمجھ سکیں۔

خیر بات چل رہی تھی اصحابِ کہف کے کتے اور اس کے بیٹھنے کی طرز کے قرآن میں بیان ہونے کی۔۔۔تو منکرین کیلئے سادہ سی مثال ہے کہ پہلی امتوں کے اولیاء سے نسبت رکھنے والا کتا ان کے ساتھ رہ کر اتنا مقدر والا ہو گیا کہ اللہ پاک اس کتے کا ذکر قرآن میں فرما رہا ہے۔۔ بلکہ اس کے بیٹھنے تک کے انداز کو بیان فرما رہا ہے۔۔۔

اور یہاں ہماری یہ قوم امتِ محمدیہ کے اولیاء (جو گزشتہ تمام امتوں کے اولیاء سے افضل ہیں) سے نسبت رکھنے والے جانور (جو کہ کتے کی جنس کی مثل حرام بھی نہیں) کے نام پر مذاق اور تماشہ کھڑا کر رہی ہے۔ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

ہم اس بات پر دلائل اس وجہ سے نہیں دے رہے کہ یہ مولانا الیاس قادری کی زبان سے نکل گیا تو بس، حاشا!!!

ہم تو اسی چیز کا دفاع کر رہے ہیں جس کی اصل شریعت مطہرہ میں موجود ہے۔

ویسے بھی الیاس قادری صاحب نے نہ تو خود ان الفاظ کی تعلیم ارشاد فرمائی اور نہ ہی اسے اپنانے کا کہا، بلکہ فقط شرعی مسئلہ بیان کرتے ہوئے مثال دیتے ہوئے انہوں نے بتلایا کہ ایک ایسا دم بھی ہے جو ان الفاظ:

"داداصاحب کی گھوڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ"

پر مشتمل ہے، تو چونکہ اس میں کوئی خلاف شرع بات موجود نہیں اور مجرب بھی ہے لہٰذا یہ بھی اور اس قسم کے دیگر دم بھی جائز ہیں۔

آیئے اس قسم کے دم وغیرہ کے جواز پر احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرقى، فجاء آل عمرو بن حزم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا: يا رسول الله إنه كانت عندنا رقية نرقي بها من العقرب، وإنك نهيت عن الرقى، قال: فعرضوها عليه، فقال: «ما أرى بأسا من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفعه»"

ترجمہ:

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دم سے منع فرمایا، پھر آل عمرو بن حزم رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے پاس ایسا دم ہے کہ جس کے ساتھ ہم بچھو سے (بچھو کے ڈسے ہوئے کو) دم کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے وہ دم نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے پیش کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس میں کچھ حرج نہیں دیکھتا، پس جو کسی مسلمان بھائی کو نفع دینے کی استطاعت رکھے، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔(صحیح مسلم، ج:4، ص:1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سمجھنے کی بات ہے کہ آل عمرو بن حزم نے قرآن و سنت والا دم تو پیش نہیں کیا تھا بلکہ وہ دم پیش کیا تھا جو وہ اپنے زمانۂ کفر میں لوگوں کو کیا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے جب اس میں شریعت سے ٹکرانے والی کوئی چیز نہ پائی اور اس کے مجرب ہونے کو دیکھا تو اسے باقی رکھا۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا: یارسول اللہ! کیف تری فی ذلک؟ فقال: اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقی مالم یکن فیه شرک"

ترجمہ: ہم دورِ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے، تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو ارشاد فرمایا: مجھ پر اپنے دم پیش کرو، جھاڑ پھوک میں کوئی حرج نہیں، جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔

(صحیح مسلم، ج:4، ص:1727، دار احیاء التراث العربی، بیروت) یہاں سے بھی واضح ہوا کہ دم اگرچہ زمانۂ جاہلیت والا تھا لیکن جب تک اس میں شرک نہ ہو تو وہ بھی جائز تھا۔

تو اب فتنہ پروری کرنے والوں کو چاہیے کہ خدارا بس کریں اور اپنے فتنے کو یہیں پر روک دیں، وگرنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ و رسول ﷺ کی اجازت کردہ بات پر بھی اعتراض کر کے اپنے ایمان کو تباہی کا نصیبہ ٹھہرا دیں۔

اللہ تعالی تمام فتنوں سے محفوظ فرمائے اور رہی بات مولانا الیاس قادری صاحب کی تو انہوں نے یہ کہا ہی نہیں انہوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے علاقے میں لوگ درد علاج کا اس طرح کیا کرتے تھے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ پڑھ کر آپ علاج کروا انہوں نے پہلے کا واقعہ سنایا لوگوں نے اس پر کلپ کاٹ کر فتنہ پھیلایا اور میمز بنائے، اس طرح کے میمز بنانا گناہ ہے کسی کا تمسخر اڑانا منع ہے کسی کو برے نام سے یاد کرنا منع ہے کفار و مشرکین کی طرح بدمذہب، دوسرے فرقے کے لوگ اس طرح کے کام کرتے ہیں اللہ تعالی ان کے شر سے محفوظ و مامون رکھے امیر دعوت اسلامی الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کو سلامت رکھے ان کی علم میں، عمر میں، ان کی اولادوں پر برکت عطا فرمائے اور تحریک کے مبلغین کو عقل سلیم عطا فرمائے اس طرح کی فتنے میں نہ پڑے، لوگوں کو اچھے طریقے سے سمجھائے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ تحریک و دیندار لوگوں کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اختلاف علماء کا آپس میں ہو سکتا ہے تحریک سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن جو صحیح بات ہے وہ یہ کہ کسی کی دل آزاری کرنا، کسی پر تہمت باندھنا، کسی کا تمسخر اڑانا، کسی کو حقارت دیکھنا، یہ سب کبیرہ گناہ ہے اللہ تعالی ان گناہوں سے محفوظ و مامون رکھے. یاد رہے کہ امیر اہل سنت مولانا الیاس قادری صاحب قصیدہ غوثیہ کے عامل ہیں باکمال وظیفہ تسخیر خلائق میں اکسیر ہے

جامعہ اہلسنت حنفیہ فیضانِ رضا: مختصر تعارف

"خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے"
——علامہ اقبال

واپی کی بابرکت سرزمین پر قائم جامعہ اہلسنت حنفیہ فیضانِ رضا دین و ملت دونوں میں بے مثال خدمات انجام دے رہا ہے۔ یہاں طلبہ و طالبات کی تربیت، مکتب، انگلش اسکول، شعبہ نسواں اور خصوصی عالمہ کورس (اردو دینیات ڈپلومہ) کے ذریعے علم و تربیت میں اعلیٰ معیار قائم کیا گیا ہے۔

ادارے کا درس وتدریس

ادارے کے درس و تدریس کا نظام حضرت علامہ مفتی عبد العزیز صاحب قبلہ مصباحی جمالی کی صدارت میں بحسن وخوبی جاری ہے۔

چوں کہ کسی بھی ادارے یا تنظیم کی کامیابی اس کے اراکین سے ہوتی ہے جس میں صدر اس کامیابی کی ضمانت ہوا کرتا ہے تربیت اور بنیادی تعلیم حضرت علامہ سعید اللہ صاحب قبلہ علیمی برکاتی کی نگرانی میں دی جاتی ہے۔، چوں کہ اس ادارے کی سب سے اہم خاصیت یہ ہے کہ یہاں تعلیم کے ساتھ تربیت کا خاص خیال کیا جاتا ہے۔

دیگر اہم اساتذہ جو شبانہ روز طلبہ و طالبات کی دینی و عصری تعلیم میں سرگرم ہیں:

حضرت مولانا فاروق صاحب قبلہ مصباحی (مکتب کے پرنسپل) حضرت مولانا ذکر اللہ صاحب قبلہ

حضرت مولانا صوفی عمران کاشف جامعی صاحب قبلہحضرت مولانا سعید احمد صاحب قبلہ مصباحی

حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب قبلہ مصباحی

قاری شمیم صاحب قبلہ علیمی—انگلش اسکول

سید عمار صاحب—آفس انچارج

ان اساتذہ کی محنت، نظم اور لگن ادارے کی تعلیم اور تربیت کو اعلیٰ معیار تک لے جا رہی ہے۔ دیگر متعدد اساتذہ بھی ادارے کی خدمت میں سرگرم ہیں، جنہوں نے طلبہ و طالبات کی دینی و اخلاقی تربیت کو فروغ دیا ہے۔

اس طرح دیگر کئی معلم و معلمات بھی ادارے کی ترقی اور طلبہ و طالبات کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، جن کا ذکر یہاں ممکن نہیں ہو سکا۔

تعلیم کے ساتھ خدمتِ خلق

ادارہ مستحق اساتذہ کو ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن دیتا ہے، غریب بچیوں کی شادی میں مالی تعاون کرتا ہے اور ضرورت مند انسانوں کے لیے مفت راشن فراہم کرتا ہے۔ یہ اقدامات ادارے کے خلوص اور ہمہ گیر خدمات کا عملی ثبوت ہیں۔

قیادت وقربانی

دراصل ہر تنظیم یا ادارے کا اقبال اسی وقت بلند ہوتا ہے جب اس کے قائد اپنے اندر بذات خود انقلاب پیدا کرنے کا جنون رکھتا ہو صدرِ اعلیٰ الحاج محمد عیسی صاحب ادارے کی قیادت میں بصیرت اور خلوص کے ساتھ ہر قدم پر رہنمائی کر رہے ہیں۔

ناظمِ اعلیٰ الحاج توفیق خان صاحب کی انتھک محنت، لگن اور قربانی ادارے کی ہر سرگرمی کو اعلیٰ معیار تک لے جاتی ہے۔ ان کی سادگی، خلوص اور ایمانداری ادارے کے لیے حقیقی روشن مثال ہیں۔

اسی طرح رضا ایجوکیشن ٹرسٹ کے چیف سیٹھ نصراللہ خان صاحب کی تعاون اور خدمت ادارے کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ جامعہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اسے دن و ملت کی خدمت میں سرخرو

مذکورہ اطلاعات مختصرا جامعہ کے لائق و فائق استاذ ماہر شعر سخن، ادیب شہیر مخلص العلما حضرت مولانا امیر الدین شیرانی صاحب نے نیپال اردو ٹائمز کے نمائندے سے فون کے ذریعے دی اور انہوں نے اس ادارے کی تفصیل آئندہ شمارے میں قارئین کرام کی بارگاہ میں حاضر خدمت کرنے کی یقین دہانی بھی کرائی، یہ ادارہ اپنے آپ میں گجرات کی سرزمین پر کسی انقلاب سے کم نہیں ہے۔

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز
Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۲۵۔ ستمبر ۲۰۲۵/۲ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ/۔۹ آسوج ۲۰۸۲ بکرم۔ بروز جمعرات

تعارفی صفحہ

ایک چراغ، ایک داستان

مدرسہ مظاہر العلوم: مکتب سے دار العلوم تک کا سفر

"چراغ جلانے والے اکثر تنہا ہوتے ہیں، مگر ان کے جلائے چراغ سے نسلیں روشنی پاتی ہیں۔" زندگی کی راہیں اکثر ایسے موڑ پر لے آتی ہیں جہاں انسان کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں: ایک آسانی اور سہولت کا، دوسرا ایثار و قربانی کا۔ تاریخ انہی لوگوں کو یاد رکھتی ہے جو آرام و آسائش کو چھوڑ کر قربانی کی کٹھن راہ کو اختیار کرتے ہیں۔ جہاں فضاؤں میں جہالت کا اندھیرا چھایا ہو، دل و دماغ علم و عرفان کی روشنی سے کوسوں دور ہوں، وہاں اصلاح و تربیت کا چراغ جلانا گویا طوفان کے بیچ نازک سی شمع روشن کرنے کے مترادف ہے۔ یہ کام صبر واستقلال، عزم و حوصلہ اور مسلسل قربانی مانگتا ہے۔ یہی جدوجہد ہے جو تھکے قدموں کو وقار بخش دیتی ہے اور خاموش فضاؤں کو بامعنی بنا دیتی ہے۔

مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی کی داستان بھی کچھ ایسی ہی ہے —— ایک اجڑا ہوا گاؤں، ایک

کا عزم دھڑک رہا تھا۔ یہ کہانی ہے ایک ایسے مقام کی، جہاں اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ علم کی کوئی کرن نظر نہ آتی تھی۔ یہ قصہ ہے اس بستی کا جسے دنیا غفلت اور گمنامی کے نام سے جانتی تھی۔

یہ بستی نیپال کے ضلع جھاپا کے بارہ دشی گاؤں پالیکا کے وارڈ نمبر ایک میں واقع ہے۔ چاروں طرف کھیت، کچے مکان اور غربت و جہالت کا دور دورہ۔ نہ تعلیم کا چرچا، نہ تربیت کا معیار۔ چھوٹے بڑے سب دین وشریعت سے ناواقف، یہاں تک کہ نماز وجمعہ کے ارکان تک سے بھی بے خبر۔ گویا اندھیروں میں بھٹکتا ہوا ایک قافلہ تھا۔ ۲۰۱۹ کے اواخر میں فراغت کے بعد تراویح کی غرض سے اس بستی میں آنا نصیب ہوا۔ اس دوران لوگوں کو نماز، روزہ اور دیگر بنیادی مسائل سکھائے تو ان کی خوشی دیدنی تھی۔ کیفیت کچھ ایسی تھی جیسے برسوں کا مسافر منزل کی تلاش میں ہو، یا پیاسا شخص

محمد رضوان احمد مصباحی صدر مدرس: مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی، راج گڑھ، بارہ دشی ایک، جھاپا، نیپال

کنویں کی جستجو میں۔ تراویح اور عید کے بعد واپسی تو ہوگئی، لیکن دل میں ایک خلش سی باقی رہ گئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آواز پکار رہی ہو:

"یہی وہ جگہ ہے جہاں چراغ جلانا ہے، یہی وہ وادی ہے جہاں روشنی پھیلانی ہے۔"

اسی دوران استادِ محترم اور مربیِ مشفق، دادا جان منشی محمد ابراہیم صاحب کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون، یہ وہی محسن ہیں جن کی آغوش میں، میں پلا بڑھا، جن کی محنت اور انتھک کوششوں کی وجہ میں اس لائق بنا اور میری زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوا ۔ چہلم کے بعد جب گاؤں والوں نے فون پر بار بار اصرار کیا تو دل نے فیصلہ کر لیا: اب یہیں قیام ہے، یہیں سے خدمتِ دین کی فصل اگانی ہے۔

گاؤں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ڈھول باجے، جوا، شراب اور بے حیائی عام تھی۔ جمعہ کی نماز میں صفیں خالی رہتیں اور نوجوان سڑکوں پر آوارہ پھرتے۔ ایسے حالات میں حوصلہ پست ہونا فطری تھا، مگر میں نے ہمت نہ ہاری۔ دو امور پر خصوصی توجہ دی:

1. تعلیمِ قرآن (یعنی علم حاصل کرنے پر زور دیا)
2. جمعہ کا خطبہ (جس میں حالات کے پیشِ نظر مختلف موضوعات پر اصلاحی خطاب کا سلسلہ)

جہاں صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی ذمہ داری تھی، وہاں دن کے پانچ پانچ گھنٹے بچوں کو پڑھانے میں صرف ہوئے۔ ننھے لبوں کو سب سے پہلے الف اور با کی پہچان کرائی، اور پھر انہی زبانوں سے قرآن کی تلاوت کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ رفتہ رفتہ قرآن کی برکت سے دلوں میں علم و شوق کی روشنی پھیلی۔ وہی مکتب جہاں ٹاٹ پر بیٹھ کر بچے حروف سے آشنا ہوئے، آج قرآن کے ترانے گنگنانے لگا۔ جمعہ کے خطبات اور اصلاحی نصیحتوں نے بڑے بزرگوں کے بھی کیفیت اور دل کو بدل دیے۔

کامیابی کی خوشبو:

امتحانات اور مقابلوں کا سلسلہ شروع ہوا جس نے بچوں کے اندر جوش اور خود اعتمادی پیدا کی۔ نتائج والدین کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کی آنکھیں خوشی سے نم ہوگئیں۔ پڑوسی غیر مسلم افراد بھی پروگراموں میں شریک ہوکر کامیاب طلبہ کو انعامات دینے لگے۔ یہ منظر اس بات کی گواہی تھا کہ تعلیم کا چراغ سب کے دلوں کو روشن کرتا ہے۔

ایک وقت تھا جب پورے گاؤں میں پانچ لوگ بھی قرآن کے قاری نہ تھے، اور آج سینکڑوں بچے قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔

مکتب سے دار العلوم تک:

وہی مکتب جو ٹاٹ اور ٹین کی چھت کے سہارے قائم ہوا تھا، آج اللہ کے فضل سے پانچ کمروں پر مشتمل عمارت بن چکا ہے۔ جہاں بیت الخلا تک نہ تھا، آج تمام بنیادی سہولتیں موجود ہیں۔

الحمد للہ اب یہ ادارہ دار العلوم کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جہاں قیام و طعام کا معقول انتظام ہے۔ شعبۂ حفظ میں بیس سے زائد بچے زیرِ تعلیم ہیں۔ کوئی پانچ پارے، کوئی دس، اور کوئی پندرہ پارے کلامِ مقدس اپنے سینے میں محفوظ کر چکا ہے۔ یہ وہی بچے ہیں جو کبھی قرآن کی ایک آیت تک نہیں جانتے تھے۔ چھ برس کا یہ سفر آسان نہ تھا۔ کبھی آنکھیں اشک بار ہوئیں، کبھی دل تھک گیا۔ مگر بچوں کی ہنسی، والدین کی دعائیں اور گاؤں کے لوگوں کی حوصلہ افزائی نے ہر تھکن مٹا دی۔ آج مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی کی پہچان نہیں رہا بلکہ جھاپا اور پورے نیپال کی آواز بن گیا ہے۔ اس کی روشنی سرحد پار ہندوستان تک پہنچ رہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب نیت خالص ہو تو اجڑی بستی بھی ایمان و علم کا گلزار بن سکتی ہے۔

اللہ کرے یہ چراغ ہمیشہ روشن رہے، یہ بستی قرآن کی صدا سے مہکتی رہے، اور یہ مدرسہ تا قیامت ایمان و تقویٰ کی روشنی پھیلاتا رہے۔ یہ محض ایک ادارے کی تاریخ نہیں بلکہ ایک عہد کی شہادت ہے —— کہ جب نیت صاف ہو اور مقصد بلند، تو چھ سال میں ویرانی سے روشنی جنم لے سکتی ہے۔ یہ کہانی ہے ایک چراغ جلانے والے کی، اور اس چراغ سے جلنے والی ہزاروں شمعوں کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اس ادارے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اسے دین کا مضبوط قلعہ بنائے اور اراکین، معاونین، طلبہ واساتذہ کی تمام خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

نمائندہ: ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز

ڈاکٹر طارق قمر: عہد حاضر کا معتبر شاعر

تحریر: ابو شحمہ انصاری
سعادت گنج، بارہ بنکی

لفظ جب دل کی زمین پر اترتے ہیں تو وہ محض آواز نہیں رہتے، ایک خوشبو بن جاتے ہیں جو دیر تک فضا میں بسی رہتی ہے۔ شاعری کی دنیا میں ایسے ہی خوشبو پھیلانے والوں میں ایک معتبر نام ڈاکٹر طارق قمر ہے، جس نے لفظوں کو زندگی کی دھڑکن اور احساس کو روشنی عطا کی۔

اتر پردیش کا تاریخی اور علمی و ادبی شہر سنبھل اردو زبان وادب کی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ خطہ صدیوں سے علم و دانش، تہذیب و ثقافت اور فنونِ لطیفہ کا گہوارہ رہا ہے۔ سنبھل کی علمی فضاؤں نے ایسے بڑے بڑے نام پیدا کیے جنہوں نے اردو ادب کی تہذیبی وراثت کو نئی جہتیں عطا کیں۔ ایسے ہی معتبر ناموں میں ایک نام ڈاکٹر طارق قمر کا ہے۔ طارق قمر نے جدید شاعری کے حوالے سے سنبھل کو ایک عظیم اور نہ مٹنے والی شناخت عطا کی ہے ،ان کی شاعری میں انسانی درد، محبت کی لطافت، رشتوں کی نزاکت، سماج کی تلخ حقیقتیں اور داخلی حساسیت کی یکجائی نمایاں ہے۔ ان کا شعری سفر محض ذاتی اظہار تک محدود نہیں بلکہ عہد کی اجتماعی روح کا ترجمان بھی ہے۔ آغاز میں ہی قاری محسوس کرلیتا ہے کہ ڈاکٹر طارق قمر کے کلام میں ایک داخلی روشنی اور فکری وسعت موجود ہے جو ذہن اور دل دونوں کو حرکت دیتی ہے۔

خانوادۂ سادات کا علمی وادبی پس منظر ڈاکٹر طارق قمر کی شخصیت کی بنیاد ہے۔ ان کے دادا پیر سید فضل احمد قادری ایک علمی و روحانی شخصیت تھے جنہوں نے سنبھل میں ،،پیر جیوں والی مسجد،، کی تعمیر، کتاب ،،سیرت نور،، کی تخلیق اور ذکر رسول و آلِ رسول کی محافل و مجالس میں شرکت کے ذریعے علمی و روحانی فضا قائم کی۔ طارق قمر کے والد سید عقیل احمد عقیل سنبھلی بھی اردو کے ممتاز شاعر و ادیب تھے، جن کے شعری مجموعوں میں علمی گہرائی اور تہذیبی شعور جھلکتا ہے۔ ساتھ ہی طارق قمر کے استاد ڈاکٹر نسیم الظفر بھی جدید شاعری کا معتبر حوالہ ہیں اسی علمی و ادبی ماحول نے ڈاکٹر طارق قمر کو وہ فکری گیرائی اور شعری شائستگی عطا کی جو ان کے کلام میں واضح ہے۔ یہی وراثتی روشنی اور علم کا نور ان کے اشعار میں جھلکتا ہے اور ان کی شاعری کو تہذیبی تسلسل اور فکری اثر کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

طارق قمر کی وراثت اور اعلیٰ تعلیم کے امتزاج نے انہیں سنبھل میں ہی نہیں بلکہ پوری اردو دنیا میں منفرد و معتبر مقام عطا کیا ہے تعلیم و ادبی خدمات کے حوالے سے بھی ڈاکٹر طارق قمر نے اپنی الگ شناخت قائم کی۔ ڈی لٹ ، پی ایچ ڈی اور تین مضامین میں ماسٹرز کی ڈگریاں حاصل کر چکے طارق قمر نے لندن سے صحافت کا ایک خصوصی کورس بھی مکمل کیا، بیس سے زیادہ ممالک میں اردو شاعر و ادیب کی حیثیت سے نمائندگی کر چکے ہیں وہ ای ٹی وی اردو میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے اور کئی اہم اداروں میں صحافتی و تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد آج ایک بین الاقوامی ادارے میں کمیونیکیشن کے شعبے کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی بصیرت اور صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں۔ تعلیم، تدریس اور صحافت کے اس امتزاج نے ان کی شخصیت کو ہمہ جہت اور متوازن تو بنایا ہی ہے، ساتھ ہی ان کی فکر کو وسعت بھی عطا کی ہے۔

طارق قمر کے اشعار انسانی کرب، سماجی تضادات اور داخلی کشمکش کو نہایت فنکارانہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں فضا کے مظاہر، انسانی تعلقات کی نزاکت اور محبت کی گہرائی قاری کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔

مسجد کی دیوار میں پیپل اُگ آیا ہے
کچھ لوگوں کے ذہن میں جنگل اُگ آیا ہے
دھویں کے ساتھ لہو کی مہک بھی آتی ہے
حویلیوں کے چراغوں میں خون جلتا ہے
اب کی برسات میں مشکل ہے کھنڈر کا بچنا

آنکھ سے دل کی طرف بہنے لگے ہیں آنسو ان کی شاعری میں انسانی درد، محبت کی لطافت، رشتوں کی نزاکت، سماج کی تلخ حقیقتیں اور داخلی حساسیت کی یکجائی نمایاں ہے۔ ان کا شعری سفر محض ذاتی اظہار تک محدود نہیں بلکہ عہد کی اجتماعی روح کا ترجمان بھی ہے۔ آغاز میں ہی قاری محسوس کرتا ہے کہ ڈاکٹر طارق قمر ڈاکٹر طارق قمر نہ صرف داخلی کرب کو بلکہ انسانی تعلقات کی نزاکت کو بھی اجاگر کرتے ہیں، جس سے قاری کو احساس ہوتا ہے کہ وقت اور فاصلے کے درمیان محبت کس طرح آزمائش کا سامنا کرتی ہے۔

ابھرتا ڈوبتا سورج ورق پلٹتا رہا
مگر وہ رات کبھی لوٹ کر نہیں آئی

یہاں ڈوبتے اور ابھرتے سورج کی علامت وقت کی بے رحمی اور کھوئے لمحوں کی نہ واپسی کو بیان کرتی ہے۔ اسی داخلی کرب کو ڈاکٹر طارق قمر اپنے کلام میں تلاش اور خوف کے احساس کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ کیسے اپنی تلاش میں نکلوں

مجھ کو ڈر ہے کہ تم نہ کھو جاؤ

اجتماعی زندگی اور بھیڑ میں اپنی شناخت کھو جانے کا درد بھی ان کے کلام میں نمایاں ہے۔

راس آیا نہیں ہجوم مجھے
بھیڑ نے چھین لی شناخت مری

ڈاکٹر طارق قمر اپنے کلام میں سماجی اور تہذیبی نوحے بھی پیش کرتے ہیں۔

دیوار میں جو کیل بھی ٹھوکیں ضرورتاً
چہرہ اترنے لگتا ہے مالک مکان کا

محبت اور تعلق کی نزاکت کو وہ نہایت پر خلوص انداز میں پیش کرتے ہیں۔

بہتر ہے اپنا زادِ سفر اب سمیٹ لے
لہجہ بدل رہا ہے ترے میزبان کا،

شریف زادے پرانے اصول توڑتے ہیں ،،بوقتِ شام حویلی میں پھول توڑتے ہیں۔۔

دم توڑتی تہذیب کے اس احساس کے ساتھ ہی یہ زاویہ بھی دیکھئے اور سوچئے کہ طارق قمر اپنی تہذیبی قدروں خاندانی جاہ و حشم اور وراثت کے تئیں کتنے سنجیدہ ہیں۔۔۔

شریف زادے! نہ کر عشق بنتِ صحرا سے
ہوائے دشت بڑی گرد ساتھ لاتی ہے
اسی نے مجھ سے اجالوں کی بھیک مانگی تھی
یہی ہوا جو چراغوں پہ مسکراتی ہے

مہذب آنسوؤں کی طرح رہنے والی محبت کو ڈاکٹر طارق قمر قاری کے دل میں اتنی جاذبیت کے ساتھ باندھتے ہیں کہ ہر لفظ ایک روشنی بن کر سامنے آتا ہے۔

مہذب آنسوؤں کی طرح رہتے ہو ان آنکھوں میں
کبھی ہم اپنی آنکھوں سے تمہیں گرنے نہیں دیں گے

رشتوں کی حساسیت اور جدائی کے لمحے بھی ان کے کلام میں ایک جمالیاتی امتزاج کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔

اکثر وہ جھانک لیتی ہے پلکوں کی اوٹ سے
سہمی ہوئی جو ایک کہانی ہے آنکھ میں
جس سے بچھڑ کر اپنی جان پہ بن آتی ہے
کوئی آخر اتنا اپنا کیوں ہوتا ہے

سماجی تقسیم اور روشنی کے بٹوارے پر ان کی باریک بین نگاہ یہاں جھلکتی ہے۔

بڑی حویلی کے تقسیم جب اجالے ہوئے
جو بے چراغ تھے وہ بھی چراغ والے ہوئے

یہ اشعار واضح کرتے ہیں کہ ڈاکٹر طارق قمر محض شاعر نہیں بلکہ اپنے عہد کے نباض ہیں۔ وہ لفظوں میں لمحوں کا نوحہ لکھتے ہیں، احساس کو تجربے کے کرب سے گزار کر پیش کرتے ہیں اور مشاہدے کو اس قوت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ قاری لمحہ بھر کے لیے اپنے وجود کو احساس کے آئینے میں دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر طارق قمر کی شاعری عصری حسّیت، داخلی کرب اور جمالیاتی لطافت کا حسین امتزاج ہے، جو روایت اور جدت دونوں کو یکجا کرتی ہے۔ ان کا کلام ایک طرف انسان کی داخلی دنیا کو روشنی بخشتا ہے اور دوسری طرف سماج کی تلخ حقیقتوں پر بھی بے لاگ تنقید کرتا ہے۔ یہی وہ پہچان ہے جو انہیں اپنے ہم عصروں میں ممتاز کرتی ہے اور آنے والے کل کے ادبی منظر نامے میں بھی ایک مستند حوالہ بناتی ہے۔ لفظوں کی یہ حرارت اور جمالیاتی تاثیر ڈاکٹر طارق قمر کو نہ صرف ایک شاعر بلکہ ایک عہد کی معتبر آواز بھی بناتی ہے، جو انسانی دل کی دھڑکنوں، سماجی اور داخلی تجربات کو محض کلام میں بیان نہیں کرتی بلکہ قاری کے شعور اور احساس کو جھنجھوڑ کر ایک نئی روشنی فراہم کرتی ہے۔

تحریر: ابو شحمہ انصاری

یہ اشعار ڈاکٹر طارق قمر کے فن کی خاصیت کو ظاہر کرتے ہیں، جہاں ماضی اور حال کی تلخی، سماجی و انسانی مسائل کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ دھوئیں اور خون کی مہک کے ذریعے وہ قاری کو نہ صرف منظر بلکہ احساس میں بھی غرق کر دیتے ہیں۔

ان کے کلام میں جذبات اور فاصلے کی اذیت کو بھی بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

میں آنکھیں بند کر کے فاصلے کو ختم کرتا ہوں
مگر آنکھوں کے کھلتے ہی زمیں پھر پھیل جاتی ہے

یہاں ڈاکٹر طارق قمر نہ صرف داخلی کرب بلکہ انسانی تعلقات کی نزاکت کو بھی اجاگر کرتے ہیں، جس سے قاری کو احساس ہوتا ہے کہ وقت اور فاصلے کے درمیان محبت کس طرح آزمائش کا سامنا کرتی ہے۔

ڈوبتے اور ابھرتے سورج کی علامت وقت کی بے رحمی اور کھوئے لمحوں کی نہ واپسی کو بیان کرتی ہے۔

ابھرتا ڈوبتا سورج ورق پلٹتا رہا
مگر وہ رات کبھی لوٹ کر نہیں آئی

اسی داخلی کرب کو ڈاکٹر طارق قمر اپنے کلام میں تلاش اور خوف کے احساس کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

کیسے اپنی تلاش میں نکلوں
مجھ کو ڈر ہے کہ تم نہ کھو جاؤ

اجتماعی زندگی اور بھیڑ میں اپنی شناخت کھو جانے کا درد بھی ان کے کلام میں نمایاں ہے۔

راس آیا نہیں ہجوم مجھے
بھیڑ نے چھین لی شناخت مری

ڈاکٹر طارق قمر اپنے کلام میں سماجی اور تہذیبی نوحے بھی پیش کرتے ہیں۔

دیوار میں جو کیل بھی ٹھوکیں ضرورتاً چہرہ
اترنے لگتا ہے مالک مکان کا

محبت اور تعلق کی نزاکت کو وہ نہایت پر خلوص انداز میں پیش کرتے ہیں۔

بہتر ہے اپنا زادِ سفر اب سمیٹ لے
لہجہ بدل رہا ہے ترے میزبان کا،
شریف زادے! نہ کر عشق بنتِ صحرا سے
ہوائے دشت بڑی گرد ساتھ لاتی ہے

ان کے اشعار انسانی رشتوں اور احساسات کی گہرائی کو اجاگر کرتے ہیں۔

اسی نے مجھ سے اجالوں کی بھیک مانگی تھی
یہی ہوا جو چراغوں پہ مسکراتی ہے

مہذب آنسوؤں کی طرح رہنے والی محبت کو ڈاکٹر طارق قمر قاری کے دل میں اتنی جاذبیت کے ساتھ باندھتے ہیں کہ ہر لفظ ایک روشنی بن کر سامنے آتا ہے۔

مہذب آنسوؤں کی طرح رہتے ہو ان آنکھوں میں
کبھی ہم اپنی آنکھوں سے تمہیں گرنے نہیں دیں گے

رشتوں کی حساسیت اور جدائی کے لمحے بھی ان کے کلام میں ایک جمالیاتی امتزاج کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔

اکثر وہ جھانک لیتی ہے پلکوں کی اوٹ سے
سہمی ہوئی جو ایک کہانی ہے آنکھ میں
جس سے بچھڑ کر اپنی جان پہ بن آتی ہے
کوئی آخر اتنا اپنا کیوں ہوتا ہے

سماجی تقسیم اور روشنی کے بٹوارے پر ان کی باریک بین نگاہ یہاں جھلکتی ہے۔

بڑی حویلی کے تقسیم جب اجالے ہوئے
جو بے چراغ تھے وہ بھی چراغ والے ہوئے

یہ اشعار واضح کرتے ہیں کہ ڈاکٹر طارق قمر محض شاعر نہیں بلکہ اپنے عہد کے نباض ہیں۔ وہ لفظوں میں لمحوں کا نوحہ لکھتے ہیں، احساس کو تجربے کے کرب سے گزار کر پیش کرتے ہیں اور مشاہدے کو اس قوت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ قاری لمحہ بھر کے لیے اپنے وجود کو آئینے میں دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

Abushahma Ansari
Journalist, District Secretary
Indian Journalist Association
Distt. Barabanki (U.P.)

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810